تنظیم اسلامی کا ترجمان

14

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

www.tanzeem.org

25 رجب تا 2 شعبان المعظم 1440ھ/2 تا 8 اپریل 2019ء

انقلاب کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

انقلاب کسے کہتے ہیں؟ اس کے لفظی معنی ہیں تبدیلی۔ لہٰذا ہم یہ لفظ کسی بھی لفظ کے ساتھ جوڑ کر استعمال کر لیتے ہیں۔ مثلاً علمی انقلاب‘ ثقافتی انقلاب‘ سائنسی انقلاب‘ فوجی انقلاب۔ لیکن لفظ ’’انقلاب‘‘ کے اصطلاحی مفہوم میں اس استعمال کی گنجائش نہیں۔ بلکہ کسی معاشرے کے سیاسی نظام‘ معاشی نظام یا سماجی نظام میں سے کسی ایک میں بنیادی تبدیلی کو صحیح انقلاب سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ آج دنیا بھر میں انسانی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم مانا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک حصہ فرد کی انفرادی زندگی سے متعلق ہے‘ جبکہ دوسرا حصہ زندگی کے اجتماعی معاملات کو محیط ہے۔ ان میں سے مقدم الذکر حصہ مذہب کا دائرۂ کار ہے‘ جو کہ عقائد (dogmas)‘ مراسمِ عبودیت (rituals) اور سماجی رسومات (social customs) پر مشتمل ہے۔ آج دنیا بھر میں ان معاملات میں فرد کو آزاد تسلیم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہر شخص کو آزادی حاصل ہے کہ وہ جس طرح کے چاہے عقائد اپنا لے۔ چاہے وہ ایک خدا کو مانے‘ چاہے سو کو مانے یا ہزار کو مانے‘ چاہے کسی کو بھی نہ مانے۔

رسول ﷺ کا طریق انقلاب
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

شیطانی اتحاد ثلاثہ

نیکی کا ہمہ گیر تصور (2)

سانحۂ نیوزی لینڈ: پس پردہ حقائق

......جو چاہو لگا دو ڈر کیسا!

JF 17 تھنڈر کا پہلا شکار

بھائی چارہ اور اُخوتِ اسلامی

الہدیٰ (847)

قیامت کے قریب یاجوج ماجوج کا سیلاب

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ الْاَنْبِیَاء ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ آیت: 95، 96

وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَآ اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾

آیت ۹۵ ﴿وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَآ اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾﴾ ’’اور حرام ہے ہر اُس بستی پر جس کو ہم نے ہلاک کیا کہ (وہ لوٹ آئیں) اب وہ لوٹنے والے نہیں ہیں۔‘‘

اس آیت کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ جن بستیوں پر اللہ کے عذاب کا فیصلہ ہو جاتا تھا‘ وہاں کے لوگ نبی یا رسول کے آنے کے بعد بھی کفر و شرک سے لوٹنے والے نہیں ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اتمامِ حجت کے لیے رسول تو بھیج دیتا تھا‘ لیکن اس کو خوب معلوم تھا کہ کفر و شرک سے ان لوگوں کے رجوع کرنے اور ایمان لانے کا کوئی امکان نہیں۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ اللہ کے عذاب سے جو بستی ایک دفعہ برباد ہو گئی پھر اس کے دوبارہ آباد ہونے کا کوئی امکان نہیں۔

آیت ۹۶ ﴿حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾﴾ ’’یہاں تک کہ جب کھول دیے جائیں گے یاجوج اور ماجوج‘ اور وہ ہر اونچائی کے اوپر سے پھسلتے ہوئے چلے آئیں گے۔‘‘

قرآن میں یاجوج اور ماجوج کا ذکر اس آیت کے علاوہ سورۃ الکہف میں بھی آیا ہے۔ سورۃ الکہف کے مطالعے کے دوران اس موضوع پر تفصیل سے بحث ہو چکی ہے۔ یاجوج اور ماجوج کی یلغار سے بچاؤ کے لیے ذوالقرنین کی تعمیر شدہ دیوار سے متعلق بہت واضح معلومات دنیا کے سامنے آ چکی ہیں۔ دنیا کے نقشے میں ’’دربند‘‘ وہ جگہ ہے جہاں پر وہ دیوار تعمیر کی گئی تھی۔ دیوار اب وہاں بالفعل تو قائم نہیں‘ مگر اس کے واضح آثار اس جگہ پر موجود ہیں۔ ان آثار سے دیوار کی dimensions کا اندازہ بھی لگایا جا سکتا ہے۔

احادیث میں قربِ قیامت کے زمانے کے حالات و واقعات کی جو تفصیل ملتی ہے اس کے مطابق قیامت سے قبل ایک دفعہ پھر یاجوج اور ماجوج کا سیلاب آئے گا۔ ان تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ قربِ قیامت کے زمانے میں ایک بہت خوفناک جنگ (احادیث میں اس کا نام المَلحمۃ العُظمیٰ‘ جبکہ عیسائی روایات میں Armageddon بتایا گیا ہے) ہوگی جس میں یہودی اور عیسائی مسلمانوں کے مقابل ہوں گے۔ فلسطین‘ شام اور مشرقِ وسطیٰ کا علاقہ بنیادی طور پر میدانِ جنگ بنے گا‘ جس کی وجہ سے اس علاقے میں بہت بڑی تباہی پھیلے گی۔ اسی زمانے میں حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول اور امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ اس سے پہلے خراسان اور مشرقی ممالک میں اسلامی حکومت قائم ہو چکی ہو گی اور ان علاقوں سے مسلمان افواج مشرقِ وسطیٰ میں اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لیے جائیں گی۔ اس جنگ میں بالآخر فتح مسلمانوں کی ہوگی۔

فرمانِ نبویؐ

قرآن کی تلاوت دل چمکانے کا ذریعہ

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ ھٰذِہِ الْقُلُوْبَ تَصْدَاُ کَمَا یَصْدَاُ الْحَدِیْدُ اِذَا اَصَابَہُ الْمَاءُ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا جِلَاءُ ھَا قَالَ کَثْرَۃُ ذِکْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ))

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’بنی آدم کے قلوب پر اسی طرح زنگ چڑھ جاتا ہے‘ جس طرح پانی لگ جانے سے لوہے پر زنگ آ جاتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم! دلوں کے اس زنگ کے دور کرنے کا ذریعہ کیا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ’’موت کو زیادہ یاد کرنا‘ اور قرآن مجید کی تلاوت۔‘‘

تشریح: قلب یعنی دل کا زنگ یہ ہے کہ وہ اللہ سے اور آخرت کے انجام سے غافل اور بےفکر ہو جائے‘ یہ سارے چھوٹے بڑے گناہوں کی جڑ ہے۔ اور بلاشبہ اس بیماری کی اکسیر دوا یہی ہے کہ اپنی موت کو بہت زیادہ یاد کیا جائے۔ اور قرآن مجید کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی خاص الخاص نسبت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادب اور اخلاص کے ساتھ اس کی تلاوت کی جائے۔ ان شاء اللہ یہ قلب کے زنگ کو دور کر کے اس کو نور سے بھر دے گی۔

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

25 رجب تا 2 شعبان المعظم 1440ھ جلد 28
2 تا 8 اپریل 2019ء شمارہ 14

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیطانی اتحاد ثلاثہ

اگرچہ پاکستان کا مدینہ کی ریاست کے مثل بن جانا ابھی خوابوں میں بسا ہوا ایک تصور ہے، جس کی دھندلی تصویر بھی نہ کہیں سرزمین پاکستان پر نظر آتی ہے اور نہ ہی آسمان پر ہماری فضاؤں میں چھائے ہوئے بادلوں کے جھنڈ میں اِس کی شبیہہ دیکھے جانے کی کوئی گواہی سامنے آئی ہے۔ لیکن جس طرح 5ھ میں قریش مکہ کی سرابراہی میں اسلام دشمن قوتوں نے مدینہ کا محاصرہ کیا تھا، جسے تاریخ نے جنگ خندق کا عنوان دیا ہے، یہ عجب جنگ تھی جس میں صحابہ کرامؓ سخت ترین آزمائش سے گزرے۔ ایسے ناموافق حالات کا اجتماعی طور پر پہلے کبھی سامنا نہ کرنا پڑا۔ لیکن اللہ نے اس طرح فتح دی کہ کسی صحابیؓ کو خراش تک نہ آئی۔ حقیقت میں میثاق مدینہ کے نتیجہ میں یہودیوں کے تینوں قبیلے بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ مسلمانوں کے حلیف تھے۔ مسلمانوں نے مدینہ کے اردگرد خندق کھود کر دشمن کی فوج کو روک ڈال دی تھی۔ البتہ منافقین اور سازشی یہودیوں نے محصور شدہ مدینہ میں مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر دی۔ اندر کے دشمن نے شدید خطرات پیدا کر دیے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے طوفان بادو باراں سے دشمن کے کیمپ ہی نہیں اُن کے پاؤں بھی اُکھاڑ دیے اور وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔ معلوم ہوتا ہے اُسی نوعیت کا محاصرہ عالم کفر امریکہ کی سرکردگی میں پاکستان کا کرنے جارہا ہے۔ پاکستان میں بھی ہنود و یہود سے ذہنی اور قلبی قربت رکھنے والے داخلی سطح پر پاکستان سے دشمنی کر رہے ہیں۔ بہرحال آج صورتِ حال بعض اعتبارات سے مختلف بھی ہے، اگرچہ امریکہ، اسرائیل اور بھارت پاکستان کا محاصرہ کر کے اُس سے دو دو ہاتھ کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں اور اُس حوالے سے کئی اقدام سامنے آچکے ہیں۔ لیکن خطے میں اُن کا دشمن ایٹمی صلاحیت کا حامل اسلامی پاکستان ہی نہیں ایک بڑی غیر مسلم قوت چین بھی ہے۔ وہ اسے بھی گھیرے میں لینا چاہتے ہیں۔ خطے کی ایک بڑی قوت روس بھی اگرچہ اس اتحاد ثلاثہ کے خلاف ہے اور محاصرے سے آزاد باہر ایک قوت کی حیثیت سے کھڑی ہے۔ روس اگرچہ پاکستان کا بجن تو نہیں لیکن امریکی قوت کے خطے میں مزید بڑھنے کا شدید مخالف ہے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اِس شیطانی اتحادِ ثلاثہ کو پاکستان سے اِس بنیاد پر دشمنی ہے کیونکہ اس کی ایٹمی قوت بھارت اور اسرائیل کے لیے تباہ کن ثابت ہو سکتی ہے۔ امریکہ کو براہِ راست پاکستان سے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے، لیکن جس چین کو وہ فوری طور پر گھیرنا چاہتا ہے اور اُس کی عسکری قوت سے زیادہ اُس کی معاشی قوت کو اپنی عالمی چودھراہٹ کو اگلی صدی تک لے جانے کے حوالے سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتا ہے۔ اُسے قابو کرنے کے لیے وہ خاص طور پر بھارت کا اور کسی حد تک اسرائیل کا محتاج ہے۔ کیونکہ بھارت چین کا ہمسایہ ہے۔ ڈیڑھ ارب کے قریب اُس کی آبادی ہے اور اسرائیل دنیا میں سب سے زیادہ اسلحہ فروخت کرنے والا ملک ہے۔

اس پس منظر میں اس معاہدے کو زیر غور لائیں جو امریکہ نے عمان سے دو بندرگاہیں الدقم اور صلالہ

حاصل کرنے کے لیے کیا ہے۔ الدقم بندرگاہ خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ بڑے جہازوں کے لیے مثالی ہے۔ یہاں طیارہ بردار جہاز بھی لنگر انداز ہو سکتے ہیں۔ امریکی ذرائع اِس بندرگاہ کا جغرافیائی محل وقوع تزویراتی لحاظ سے انتہائی اہمیت کا حامل قرار دیتے ہیں۔ اس سمجھوتے سے خطے میں چین کے بڑھتے ہوئے اثر ونفوذ کو شدید جھٹکا لگا ہے اور امریکہ خطے میں ایک بار پھر بہتر پوزیشن پر آ گیا ہے۔ آخری اور انتہائی اہم بات یہ ہے کہ آبنائے ہرمز سے باہر ہونے کی وجہ سے اِس کی اہمیت دو چند ہوگئی ہے۔ امریکہ اپنی یہاں موجودگی سے بھرپور فائدہ اُٹھائے گا، پاکستان اور چین پر نظر رکھے گا اور گوادر کی بندرگاہ پر اثر انداز ہوگا۔ گویا امریکہ نے سی پیک اور OBOR پر سرخ نشان لگا دیا ہے

یاد رہے کہ عمان نے ہی فیروز خان نون کے دور میں گوادر کی بندرگاہ پاکستان کو تحفے کے طور پر دی تھی۔ امریکہ اِس حوالے سے جس دجل اور فریب سے کام لے رہا ہے، وہ یہ ہے کہ وہ ظاہر کر رہا ہے بلکہ کھلا تاثر دے رہا ہے کہ یہ بندرگاہیں اُس نے ایران کے خلاف استعمال کرنے کے لیے حاصل کی ہیں اس لیے کہ ایران اگر آبنائے ہرمز کو بند کرتا ہے تو امریکہ کو ایکشن لینے میں آسانی رہے گی اور وہ آبنائے ہرمز کے بند کرنے کے نقصانات کو بھی کم کر سکے گا۔ ہم بار ہا اپنا یہ موقف عرض کر چکے ہیں کہ ایران امریکہ کی جنگ الفاظ کی جنگ سے کبھی آگے نہیں بڑھے گی۔ درحقیقت امریکہ ایران سے دشمنی کا ڈھنڈورا پیٹ کر اور اُس کے خلاف کسی ایکشن کی جھلکی دکھا کر چین اور خاص طور پر پاکستان کے خلاف عملی اقدام کرے گا۔ امریکہ کا طرزِ عمل باکسنگ کے اُس کھلاڑی کی مانند ہے جو دایاں دکھا کر بایاں مارتا ہے۔ بہرحال پاکستان کی اِس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ ایک طرف اُس کی گردن میں F.A.T.F کے ذریعے رسہ ڈالا جا رہا ہے۔ پچھلے قرضوں کی ادائیگی کے لیے وہ I.M.F کی جکڑ بندی میں ایک بار پھر جا رہا ہے۔ بھارت سرحدوں پر غرّا رہا ہے۔ کشمیر میں لائن آف کنٹرول پر جنگ بندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے روزانہ عام شہریوں کو شہید کر رہا ہے۔ عالم اسلام کے ایک فرزند کراچی کے جید عالم دین مولانا مفتی جسٹس (ر) محمد تقی عثمانی پر قاتلانہ حملہ کروا کر بھارت پاکستان میں امن وامان تہہ وبالا کرنے کے درپے نظر آتا ہے۔ اس طرح کی باتیں بھی گردش کر رہی ہیں کہ اسرائیلی بھارتی فوج کا حصہ بن رہے ہیں۔

قارئین پر یہ بات یقیناً واضح ہوگی کہ دنیا کو اس وقت جنگ میں دھکیلنا یہودیوں کے سیاسی اور مالی مفادات کے لیے ناگزیر ہے۔ یہ بات اب کوئی راز نہیں رہی کہ جنگ عظیم اول اور دوئم دونوں یہودی سازش کا شاخسانہ تھیں۔ حیران کن بات یہ ہے کہ ان عالمی جنگوں میں اتحادیوں کی پشت پر بھی یہودی تھے اور اتحادیوں کے دشمن جرمنی وغیرہ کی مالی امداد بھی یہودی کر رہے تھے۔ اُس وقت انگلستان عالمی قوت کا مرکز تھا اور یہودی اِس مرکز کو یورپ سے امریکہ منتقل کرنا چاہتے تھے جو انگلستان کی نسبت بہت بڑا ملک تھا اور جسے یہودی پہلے ہی اپنا گڑھ بنا چکے تھے بلکہ صحیح تر الفاظ میں وہاں اپنے پنجے گاڑھ چکے تھے۔ اب یہودی دنیا کو تیسری عالمگیر جنگ میں دھکیل رہے ہیں اور عالمی مرکزی قوت کو واشنگٹن سے یروشلم منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ یورپ کو کمزور کیے بغیر یہ ممکن نہ تھا۔ وہ گریٹر اسرائیل کے قیام کے لیے دنیا کے امن کو تہہ وبالا کرنے سے ہرگز گریز نہیں کرے گا۔

مسلمان اگرچہ اس وقت دنیا میں انتہائی کمزور اور ناتواں ہیں لیکن دو ایسی چیزیں ہیں جو اسرائیل کو کھٹک رہی ہیں ایک پاکستان جو اسلامی ایٹمی قوت ہے اور دوسرا مسلمانوں کا 160 کروڑ کی تعداد میں ہونا۔ آج کے سائنس اور ٹیکنالوجی کے دور میں بھی انسانوں کی تعداد سے صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا۔ یقیناً مسلمانوں کا اتنی بڑی تعداد میں ہونا بھی ایک قوت ہے۔ اسرائیل چونکہ اپنے مقاصد کے حصول کے حوالے سے اندھا ہو چکا ہے۔ لہٰذا اب اُس کا مقصد مسلمانوں کو کسی ایک محاذ پر شکست دینا نہیں بلکہ دنیا سے نیست ونابود کر دینا ہے اور ظاہر ہے کہ ایٹمی پاکستان اگر دنیا میں رہتا ہے تو یہ ممکن نہ ہوگا، لہٰذا تمام دنیا کے مسلمان اور خاص طور پر مسلمانانِ پاکستان اُس کا فوری ٹارگٹ ہیں۔ عالمی حالات نے اگر چین کو پاکستان کے قریب کر دیا ہے تو ہمیں اس کے ساتھ دوستی کے معاہدے تو کرنے ہوں گے کہ یہ ہماری مجبوری بن گئی ہے۔ ویسے بھی وہ غیر حربی کافر ہیں اور ہمارے دشمن کے دشمن ہیں۔ لہٰذا ہمارا اُس کے قریب ہونا یقیناً ایک منطقی عمل ہے۔ لیکن ہمیں محتاط رہنا ہوگا۔ اچھے تعلقات بالکل قابل فہم ہیں، لیکن اندھا اعتماد غلط ہوگا۔ ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ حقیقت میں ہم اکیلے ہیں اور دنیا ساری ہماری دشمن ہے۔ ہماری منصوبہ بندی اس حوالے سے ہونا چاہیے کہ دنیا میں مسلمان کا کوئی دوست نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ہمیں اکیلے اِس دنیا کا مقابلہ کرنے کے لیے دنیا کے خالق سے اپنا رشتہ استوار کرنا ہوگا۔ گویا تعلق مع اللہ قائم کرنا ہوگا۔ اِس بات پر پختہ ایمان رکھنا ہوگا کہ اللہ دوست ہو تو کسی دشمن کی دشمنی ضرر رساں نہیں ہو سکتی۔ بصورتِ دیگر کسی دوست کی دوستی چاہے وہ کتنی بڑی عالمی قوت کیوں نہ ہو وہ آپ کو تحفظ فراہم نہیں کر سکتی۔ ہمیں صرف اور صرف اللہ رب العزت کی امان ہی محفوظ رکھ سکتی ہے۔ آہ کاش! ہم مسلمانوں کو یہ بات سمجھ آ جائے۔ جتنا جلد سمجھیں گے اُتنا ہی بہتر ہوگا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین یا رب العالمین!

نیکی کا ہمہ گیر تصور (2)

(آیۃ البر کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں محترم ڈاکٹر عارف رشید ﷾ کے 22 مارچ 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! گزشتہ شمارے میں ہم نے آیۃ البر کے حوالے سے چار تمہیدی باتوں کا مطالعہ کیا تھا۔ آج ان شاء اللہ ہم اسی آیت کا ایک اور رُخ سے مطالعہ کریں گے۔ قرآن کی یہ آیت نیکی کے محدود تصور کی نفی کر کے اس کے ہمہ گیر تصور کو واضح کرتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں نیکی یا دین کے مختلف تصورات پائے جاتے ہیں۔ چونکہ نیکی کا تعلق روح کے ساتھ ہے اس لیے ہر انسان کے اندر اس کا تصور موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر ضمیر نام کی ایک شے رکھی ہے۔ جیسے سورۃ الشمس میں فرمایا:

﴿فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝﴾ ”پس اس کے اندر نیکی اور بدی کا علم الہام کر دیا۔“

لہٰذا انسان اگر کوئی غلط کام کرتا ہے تو ضمیر اسے اندر سے کچوکے لگاتا ہے، ندامت کا احساس دلاتا ہے اور بعض اوقات راتوں کی نیند حرام کر دیتا ہے۔ گویا کہ نیکی اور بدی کا احساس اور اس کی پہچان اللہ نے ہر انسان کے اندر رکھ دی ہے۔ معاشرے کا سب سے نچلا طبقہ (جسم فروش طبقہ) جسے رذیل ترین طبقہ مانا جاتا ہے' اس کے ہاں بھی نیکی کا کوئی نہ کوئی تصور ضرور ہوتا ہے۔ مثلاً مذہبی مجالس کا انعقاد، سبیلیں لگانا، کوئی ہسپتال بنا دینا یا مسجد تعمیر کروا دینا وغیرہ۔ اس لیے کہ جب انسان کو اندر سے ضمیر تنگ کرتا ہے تو اس کو مطمئن کرنے کے لیے یہ کام کرنے پڑتے ہیں اور یہ کام اپنے دل کو بھی مطمئن کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح چور، ڈاکو، بدمعاش لوگوں کے ہاں بھی نیکی کا کوئی نہ کوئی تصور ضرور ہوتا ہے کہ کسی بیوہ کی مدد کر دی یا خدمت خلق کے اور کام کر دیے۔ اسی طرح ایک طبقہ وہ ہے جسے نماز روزے سے کوئی غرض نہیں۔ ان کے پاس دلیل یہ ہے کہ یہ حقوق اللہ ہیں۔ اللہ معاف کر دے گا۔ چونکہ ہم محمد ﷺ کی اُمت میں سے ہیں اس لیے ہمیں کوئی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیے کہ انسان جھوٹ نہ بولے، حق تلفی نہ کرے، ناانصافی نہ کرے یعنی اسلام کے بنیادی شعائر پر عمل کرے لیکن آج کا انسان ایک طرف اسلام کے ان بنیادی شعائر کا تارک ہے اور دوسری طرف اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کے لیے اس نے نیکی کا تصور قائم کر لیا کہ حقوق العباد پورے کرو۔ پھر ہمارے ہاں ایک طبقہ ایسا ہے جو نماز روزے اور شعائر اسلام کی تو پوری پابندی کر رہا ہے بلکہ انہی کی وجہ سے مسجدیں آباد ہیں مگر دوسری طرف ان کے کاروبار کا اگر جائزہ لیں تو سود اس کا بنیادی جز ہو گا۔ الا ماشاء اللہ۔ اسی طرح بلیک مارکیٹنگ بھی ہو رہی ہے۔ لیکن دوسری طرف نماز روزے کی پابندی بھی ہے۔ گویا

مرتب: ابو ابراہیم

انہوں نے اپنے ضمیر کو مطمئن کر لیا ہے کہ یہ تو اصل میں مجبوری ہے، اس کے بغیر کاروبار چل نہیں سکتا ہے۔ اب پہلے طبقے اور اس طبقہ میں کیا فرق رہ گیا جبکہ وہ بھی یہی کہتا ہے کہ یہ ہماری مجبوری ہے۔ اسی طرح ہمارے ہاں ایک دیندار طبقہ بھی ہے۔ جس کا تعلق کسی دینی جماعت سے بھی ہو سکتا ہے یا علماء کے طبقے کے قریب رہنے والے لوگ بھی ہو سکتے ہیں لیکن اس طبقہ میں بھی ایسے لوگ آپ کو مل جائیں گے جن کے اندر دل کی نرمی نہیں ہے، چہرے پر بھی خشونت رہتی ہے، گھر میں داخل ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ گھر میدان جنگ بنا ہوا ہے، اپنے ہی ان سے بیگانے ہو چکے ہیں، لیکن دوسری طرف ان کا دینی تصور بھی بڑا مضبوط ہے کہ ہم تو دین پر کاربند ہیں۔ یہ بالکل وہی بات ہے کہ ؎

اُٹھائے کچھ ورق لالے نے، کچھ نرگس نے، کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

چنانچہ نیکی اور دین یا مذہب کا تصور آپ کو معاشرے کے ہر طبقہ کے اندر نظر آ جائے گا۔ مگر حقیقت میں نیکی کیا ہے؟ اس کی جامع اور تفصیلی وضاحت آیۃ البر کے اندر آئی ہے۔ فرمایا:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ﴾ ”نیکی یہی نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے مشرق اور مغرب کی طرف پھیر دو' بلکہ نیکی تو اُس کی ہے جو ایمان لائے اللہ پر' یوم آخرت پر' فرشتوں پر' کتاب پر اور نبیوں پر۔“ (البقرۃ:177)

نیکی کے لیے سب سے پہلی شرط اللہ پر ایمان ہے۔ گویا کہ انسان کا عمل ایسا نہ ہو جس میں اللہ کی رضا کے علاوہ اور کوئی شے شامل ہو۔ اگر اللہ کی رضا کے علاوہ کوئی شے نیکی کے مقصد میں شامل ہو گئی تو بظاہر وہ نیکی کا عمل تو ہو گا لیکن حقیقت میں نیکی نہیں ہو گی۔ لہٰذا دیکھا یہ جائے گا کہ نیکی کے کسی عمل کے پیچھے اصل جذبۂ محرکہ اور نیت کیا ہے۔ جیسے سورۃ الدھر میں فرمایا:

”(اور کہتے ہیں کہ) ہم تو آپ کو یہ کھانا کھلا رہے ہیں صرف اللہ (کی رضا) کے لیے۔ ہم آپ سے نہ تو کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ ہی شکریہ۔“ (آیت:9)

یہاں صحابہ کرامؓ کا نقشہ کھینچا گیا کہ وہ یتیموں، مسکینوں کی خبر گیری کیا کرتے تھے لیکن ان سے کوئی صلہ نہیں چاہتے تھے بلکہ اصل مقصد اللہ کی رضا کا حصول تھا۔ گویا کہ نیکی کے عمل کی تہہ میں جو جذبہ ہونا چاہیے وہ اللہ کی رضا کا حصول ہونا چاہیے۔

نیکی کی دوسری شرط ایمان بالآخرت ہے۔ گویا

کہ نیکی کا اجر صرف اللہ سے مطلوب ہو، اس دنیا میں اس کا کوئی ریوارڈ تم نہ حاصل کرنا چاہو۔ اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کر رہا ہے، اس کے گھر تحفے تحائف لے کر گیا لیکن دل میں نیت یہ ہے کہ رپورٹ پر دستخط کر دے گا تو میری ترقی ہو جائے گی تو بظاہر یہ بھی نیکی کا کام ہے لیکن اصل مقصد دنیوی مفاد ہے اس لیے اللہ کے ہاں یہ نیکی قبول نہیں ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس حوالے سے بڑی پیاری تمثیل بیان کی ہے کہ: ''قیامت کے دن سب سے پہلے (تین قسم کے) افراد کا فیصلہ کیا جائے گا (۱) جس آدمی کو شہید کیا گیا، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کرائے گا، وہ پہچان لے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو کیا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا میں نے تیرے راستے میں جہاد کیا، حتیٰ کے شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے، تو نے اس لئے جہاد کیا تھا تاکہ تجھے بہادر کہا جائے اور ایسے (دنیا میں) کہا جا چکا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۲) علم سیکھنے سکھانے اور قرآن مجید پڑھنے والا آدمی، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کرائے گا، وہ اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو کون سا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے تیری خاطر علم سیکھا، سکھایا اور قرآن مجید پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے، حصول علم سے تیرا مقصد یہ تھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لیے پڑھا کہ قاری کہا جائے، سو ایسے تو کہا جا چکا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا کہ اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۳) وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے خوشحال اور مالدار بنایا اور اسے مال کی تمام اقسام عطا کیں، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کروائے گا، وہ پہچان لے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو کون سا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: جن مصارف میں خرچ کرنا تجھے پسند تھا، میں نے ان تمام مصارف میں تیرے لیے خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے، تیرا خرچ کرنے کا مقصد یہ تھا کہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ (دنیا میں) کہہ دیا گیا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا، جس کے مطابق اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

معلوم ہوا کہ نیکی کا صلہ صرف آخرت میں مطلوب ہونا چاہیے۔ اس کے بعد نیکی کی تیسری بنیادی شرط ایمان بالرسالت ہے۔ وہ عمل جو نبی اکرم ﷺ کی سیرت اور اُسوہ کو سامنے رکھ کر اس کے مطابق کیا جائے وہ قابل قبول ہے۔ اگر کہیں ہم نے اس سے تجاوز کیا ہے تو پھر اپنی نگاہ میں تو نیکی کا عمل ہو سکتا ہے لیکن اللہ کی نگاہ میں نیکی نہیں ہے۔ کیونکہ اصل اسوہ نبی اکرم ﷺ کا طریقہ ہے۔ گویا ایمان باللہ، ایمان بالآخرت اور ایمان بالرسالت یہ تین چیزیں نیکی کی بنیادی شرائط ہیں۔ اس کے بعد اس آیت میں نیکی کے اعمال کی ایک فہرست آئی ہے۔ فرمایا:

﴿وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ﴾ ''اور وہ خرچ کرے مال اس کی محبت کے باوجود قرابت داروں' یتیموں' محتاجوں' مسافروں اور مانگنے والوں پر اور گردنوں کے چھڑانے میں۔''

نیکی کے لیے ایمانیات ثلاثہ کا دل میں ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر واقعی ایسا ہوگا تو پھر نیکی کی جانب پہلا قدم یہ ہوگا کہ پھر انسان اللہ کی راہ میں اپنا مال و اسباب خرچ کرے گا۔ لیکن اس کے لیے بھی جو ترتیب قرآن میں بتائی گئی ہے وہ نص قطعی ہے۔ اگر ہم اس ترتیب کے مطابق اپنا مال خرچ نہیں کرتے تو گویا ہم ہدایت پر عمل نہیں کر رہے۔ ترتیب میں پہلے قرابت دار ہیں، پھر یتیم، مساکین، سائلین، مسافر ہیں۔ اس کے بعد گردنوں کا چھڑانا یعنی غلاموں کو آزاد کروانا یا کسی پر سے قرض کا بوجھ اُتارنا۔ نیکی کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی دل کی نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ ہر نوع کے خیر سے محروم کر دیا گیا۔'' اس لیے کہ ایمان کا پہلا پرچار تو یہی ہے کہ آپ نے کسی کو مصیبت اور تکلیف میں دیکھا تو

پریس ریلیز 29 مارچ 2019ء

جید عالم دین مفتی تقی عثمانی صاحب پر قاتلانہ حملہ انتہائی قابل مذمت ہے

ہم گولان کی پہاڑیوں پر اسرائیلی قبضے کی امریکی حمایت کی پُرزور مذمت کرتے ہیں

مسلم ممالک کا اس امریکی فیصلے پر ردعمل انتہائی شرمناک ہے

حافظ عاکف سعید

جید عالم دین مفتی تقی عثمانی صاحب پر قاتلانہ حملہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے اپنے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اپنے خاص فضل سے مفتی جسٹس (ر) محمد تقی عثمانی صاحب کو اس حملے میں محفوظ رکھا۔ اور عالم اسلام ایک ثقہ عالم دین، مفکر اور فیڈرل شریعت کورٹ کے سابق جج سے محروم ہونے سے بچ گیا۔ انہوں نے کہا کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دشمن کی جانب سے شخصیت اور وقت کا چناؤ پاکستان میں 23 مارچ کی سرگرمیوں کو سبوتاژ کرنے اور فرقہ واریت کے ناسور کو دوبارہ ہوا دینے کے لیے کیا گیا ہے۔ انہوں نے گولان کی پہاڑیوں پر ناجائز اسرائیلی تسلط کو جائز قرار دینے کے امریکی صدر کے فیصلے کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا اس واقعہ نے اسرائیل کے خطرناک اور ناپاک عزائم اور امریکہ کے صدر ٹرمپ کا اسرائیلی کٹھ پتلی ہونا ثابت کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا امریکی صدر کا یہ فیصلہ اقوام متحدہ کی تمام قراردادوں کے خلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اقوام متحدہ اور دیگر بین الاقوامی اداروں کو امریکہ اور اسرائیل نے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا ہے۔ مسلم ممالک کا اس فیصلے پر ردعمل انتہائی شرمناک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک دنیا بھر کے مسلمان انفرادی اور اجتماعی توبہ کر کے دنیا پر اللہ تعالیٰ کے نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد شروع نہیں کرتے تب تک ذلت اور رسوائی ان کا مقدر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حقیقی مومن بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! یا رب العالمین! (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

آپ حسب استطاعت اس کی مدد کریں۔ لیکن اگر آپ کا ہاتھ اپنی جیب کی طرف نہیں بڑھ رہا تو معلوم ہوا کہ دل سخت ہے۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا''۔ یعنی تمہارے دل میں انسانوں کے لیے نرمی ہونی چاہیے، رقت ہونی چاہیے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اس دنیا میں بھی تمہیں حاصل ہوں گی اور بالخصوص آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت دستگیری فرمائے گی۔ اس رحمت کے بغیر کوئی شخص اللہ کی رضا اور جنت میں داخل ہو ہی نہیں سکتا۔

نیکی کے حوالے سے قرآن مجید کے چوتھے پارے کے شروع میں بھی اہم ہدایت آئی ہے۔ فرمایا:

''تم ہرگز نہیں پہنچ سکتے نیکی کے مقام کو جب تک کہ خرچ نہ کرو اس میں سے جو تمہیں پسند ہے۔'' (آل عمران:92)

عام طور پر ہمارا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ جو چیز اپنے تئیں بے کار ہو جائے تو اسے صدقہ کر کے ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے بڑا کام کر دیا۔ اسی طرح اپنے لیے تو کوئی عمدہ مال رکھا لیکن دوسرے کو گھٹیا دے دیا۔ حالانکہ اللہ کا حکم یہ ہے کہ عمدہ مال اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اسی طرح سورۃ الیل میں مال خرچ کرنے کے دو درجے بیان کیے گئے:

''تو جس نے عطا کیا اور تقویٰ اختیار کیا۔'' (آیت:5) اور ''جو اپنا مال دیتا ہے اپنے (نفس) کو پاک کرنے کے لیے۔'' (آیت:18)

مال کی محبت انسان کی روحانی ترقی میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ اگر انسان اپنے آپ کو پاک کرنا چاہتا ہے وہ مال کی محبت کو اپنے دل سے کم کرنے کی کوشش کرے۔ ہمارے دین میں زکوٰۃ کا نظام اسی لیے دیا گیا۔ اگر آپ صاحب نصاب ہیں تو آپ کو خواہی نخواہی اپنے اثاثوں میں سے ڈھائی فیصد زکوٰۃ دینی پڑے گی تاکہ مال کی محبت میں کمی آئے اور آخرت میں دل لگے۔ مال خرچ کرنے کے حوالے سے ایک اور مقام بھی بہت اہم ہے۔ فرمایا:

﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③﴾ ''اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' (البقرۃ:3)

یعنی جو مال اللہ نے تمہیں دیا اس کے آثار تمہارے اوپر اور تمہارے اہل و عیال پر بھی نظر آنے چاہئیں۔ اب ایک شخص فقیروں کی طرح بن کر پھر رہا ہو اور اس کے بنک میں لاکھوں موجود ہوں تو یہ شے مطلوب نہیں ہے۔ ان چیزوں کو بھی خاص طور پر ہمیں ذہن میں رکھنا چاہیے۔ آگے فرمایا:

﴿وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ج﴾ ''اور قائم کرے نماز اور ادا کرے زکوٰۃ۔'' (البقرۃ:177)

یہ سب باتیں نیکی کے ضمن میں بیان ہو رہی ہیں کہ نیکی کے لیے پہلے اللہ پر ایمان ہونا چاہیے پھر آخرت اور رسالت پر بھی ایمان ہونا چاہیے۔ اس کے بعد اعمال میں سب سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ فرمایا کہ جس شخص کے اندر یہ جذبہ موجود نہ ہو وہ ہر نوع کے خیر سے محروم کر دیا گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ نماز کا بھی پابند ہو۔ کیونکہ انسان کو رب سے جوڑنے والی شے نماز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور مدد حاصل کرو صبر سے اور نماز سے۔'' (البقرۃ:45)

حالات خواہ کتنے ہی نازک ہوں، کتنا ہی انسان مصیبت میں ہو لیکن گرفتار یہ ایک مضبوط کنڈا آپ کے ہاتھ میں رہنا چاہیے جو آپ کو رب کے ساتھ جوڑنے والا ہے، جو دین کی اصل بنیاد ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے جان بوجھ کر نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا''۔ لہٰذا نیکی کے ضمن میں نماز بھی ضروری ہے اور اس کے ساتھ وہ زکوٰۃ بھی ادا کرنے والا ہو۔ ایک بدنی عبادت ہے اور دوسری مالی عبادت ہے اور قرآن میں جگہ جگہ ان دونوں عبادات کو جوڑ کر ذکر کیا گیا۔

''وہ لوگ کہ اگر انہیں ہم زمین میں تمکن عطا کر دیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔'' (الحج:41)

کہیں اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب فرما دیتا ہے تو وہاں جو قانون سازی ہو گی وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکامات کے دائرے میں رہتے ہوئے ہو گی اور اس نظام میں نماز کو قائم کرنے کا اہتمام ہو گا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ زکوٰۃ کا بھی ایک پورا نظام ہو گا۔ اسی طرح نفلی نمازیں اور نفلی روزے بھی اس نیکی کے عمل کا حصہ ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو انسان کو اپنے رب کے ساتھ جوڑنے والی ہیں۔ لیکن اگر ان میں ریاکاری ہے، کوئی انسان اپنی نفلی عبادات کر رہا ہے لیکن لوگوں میں اپنا چرچا بھی چاہ رہا ہے تو ایسی عبادت اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ج﴾ ''اور جو پورا کرنے والے ہیں اپنے عہد کو جب کوئی عہد کر لیں۔''

اس ضمن میں نبی اکرم ﷺ کی احادیث انسان کو لرزا دینے والی ہیں۔ حضور ﷺ نے تو اس شخص کے دین ہی کی نفی کر دی جس کے اندر عہد کی پاسداری نہیں ہے۔ لہٰذا جو بھی عہد کیا جائے اس کو پورا کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس کا تعلق دین کے ساتھ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اس کا کوئی دین نہیں جس میں عہد کی پاسداری نہیں''۔ یہ الفاظ حضور ﷺ کے اکثر خطبوں میں شامل ہوتے تھے۔ آگے فرمایا:

﴿وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ط﴾ ''اور خاص طور پر صبر کرنے والے فقر و فاقہ میں، تکالیف میں اور جنگ کی حالت میں۔''

انسان کے اوپر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اس پر آہ و فغاں کرتا ہے، شکوہ و شکایت کرتا ہے اور بعض اوقات اللہ کی ناشکری پر اُتر آتا ہے کہ اللہ نے میرے لیے ہمیشہ آزمائش ہی لکھی ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ بسا اوقات کلمۂ کفر تک کہہ بیٹھتا ہے۔ جبکہ دین کا اور نیکی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان ہر مشکل میں اللہ کی رضا پر راضی رہے۔ چاہے فقر و فاقہ ہو، تنگی و مصیبت ہو اُس میں اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ ان حالات میں اپنے آپ کو کنٹرول کرنا اور ایمان پر جمے رہنا بھی نیکی کے جامع تصور کا ایک حصہ ہے۔ خاص طور پر جنگ کی حالت میں صبر کا دامن تھامے رکھنا بڑا امتحان ہے۔ نبی اکرم ﷺ رحمۃ للعالمین تھے۔ وہ معمولی حشرات الارض کو بھی تکلیف نہیں دینا چاہتے تھے مگر جب معرکۂ حق و باطل آ گیا۔ جب کفار کا لشکر اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ اسلام اور اسلام کے داعی لشکر کے مقابلے میں آ گیا تو پھر آپ ﷺ نے خود ایسے غزوات میں لشکر اسلام کی قیادت کی اور ننگی تلوار آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ گویا کہ معرکۂ حق و باطل میں حق کے اوپر قائم رہنا اور اس راہ میں جو بھی تکلیف اور مصیبت آئے اس کو برداشت کرنا نیکی کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔ اللہ کے دین جو نظام عدل و قسط ہے کو قائم کرنے کے لیے جو جدوجہد کی جائے اور اس میں جو مصائب اور تکالیف پہنچیں ان پر صبر کرنا اور حق پر ڈٹے رہنا بھی نیکی کا بلند ترین تصور ہے۔ لہٰذا جو لوگ نیکی کے اس قرآنی تصور کے مطابق نیکی کے اعمال کریں وہی لوگ اصل میں سچے نیک ہیں جیسا کہ اس آیت کے آخر میں فرمایا گیا:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ⑰﴾

''یہ ہیں وہ لوگ جو سچے ہیں۔ اور یہی حقیقت میں متقی ہیں۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کے اس قرآنی تصور کے مطابق اعمال کرنے اور حقیقی معنوں میں نیک بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

نالۂ ابلیس

6

ابلیس کی دُہائی

15 بندۂ باید کہ پیچد گردنم | لرزہ اندازد نگاہش در تنم

اے خدا! مجھے ایسے مدمقابل انسان سے الجھا دے جو تیرا بندہ ہو اور میری گردن مروڑ دے اور اس کو سامنے دیکھ کر ہی میرے تن بدن میں لرزہ طاری ہوجائے اور مجھے (کبھی تو) شکست کا خوف لاحق ہوجائے

16 آں کہ گوید 'از حضورِ مَن برو' | آں کہ پیشِ او نیرزم با دو جو

اے خدا !ایسا ابن آدم سامنے کر دے جو مجھے چیلنج کرے اور مجھے سامنے سے دفع ہوجانے کا کہے ایسا انسان مقابل کرادے جس کے سامنے میری حقیقت (میری قیمت) دو جو کی بھی نہ ہو

17 اے خدا یک زندہ مردِ حق پرست | لذّتے شاید کہ یابم در شکست!

اے خدا! (میری خواہش ہے کہ زندگی میں ایک بار تو) ایسا مرد حق پرست سامنے کردے جو عصر حاضر میں میرا مقابل بنے اور میری آرزو ہے کہ مجھے کوئی ابن آدم تو مغربی تہذیب کے پرستاران میں سے (یا مسلمان رہنماؤں میں سے) ایسا ملادے جس سے میں شکست کھا کر فخر کرسکوں

15۔ اے خدا! میرا مقابلہ ایسے بندے سے کرادے جو واقعتاً اور حقیقتاً تیرا بندہ ہو اور میرا دشمن ہو۔ پھر میری آرزو ہے کہ وہ مردِ حق میری گردن مروڑ دے اور مجھے دن میں تارے دکھادے۔ ایسے انسان کو دیکھ کر میرے تن بدن پر لرزہ طاری ہوجائے ایسا انسان جس کی صرف برجستہ نگاہ مجھے لرزہ براندام کردے۔ مجھے ابن آدم کی حقیقت سے واقف کرادے کہ کبھی تو مجھے شکست کا خوف لاحق ہوجائے۔ عصر حاضر میں تو ایسا انسان ہیرے سے بھی زیادہ نایاب ہے۔ آج کے دور میں ایسے کلمۂ حق کہنے والے واقعی نایاب وکمیاب ہیں میرے بعض مرید بھی کلمۂ حق والے ہیں جو کلمۂ حق کہتے ہیں مگر جابر سلطان سے پوچھ کر۔ جتنا وہ برداشت کرسکے اور جس سے مراعات پر فرق نہ پڑے۔

16۔ اے خدا! مجھے حقیقی انسان سے ملادے ایسے ابن آدم سے ملادے میں ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گیا ہوں جو مجھے چیلنج کرے، للکارے اور پس وپیش کی صورت میں مجھے سامنے سے 'دفع ہوجاؤ' کہنے میں باک محسوس نہ کرے۔ ایسا انسان! جو نا قابل خرید و نا قابل فروخت ہو! جس کو ڈرایا نہ جاسکے جس کو جھکایا نہ جاسکے جس کو دبایا نہ جاسکے۔ جس میں کردار کی کوئی کمزوری نہ ہو کہ جسے EXPLOIT کیا جاسکے جس کے سامنے میری وقعت 'دو جو' کے برابر بھی نہ ہو۔ ایسے لوگ خال خال امت مسلمہ میں ہوں گے جو خانقاہوں اور تہہ خانوں میں اللہ ھُو کرتے رہتے ہیں مگر میدان میں مجھے للکارتے نہیں ہیں۔ ایسے افراد دیکھنے میں نایاب ہیں مگر علامہ اقبال کے کلام میں ایسے جوہر قابل کی شان کا کئی جگہ تذکرہ موجود ہے۔ 1

17۔ اے خدا! میری شدید اور دیرینہ خواہش ہے کہ صدیوں بعد عصر حاضر میں بھی کوئی ایسا زندہ مردِ کامل یا 'مردِ حق' یا 'مردِ مومن' ملادے جس کے سامنے میرا کوئی داؤ پیچ نہ چل سکے نہ اس کی کوئی اور دکھتی رگ ہو جس کو دبا کر اس کو زیر کیا جاسکے آج کی دنیا کے سب جمہوری وسیاسی رہنما وہ ہیں جن کو میری ایک 'ھُو' دیوانہ بنا سکتی ہے اور وہ دم ہلاتے ہوئے مرے پاس آجائیں گے۔ 2 اُمت مسلمہ میں ایسے لوگ ہیں جو راتوں کو اُٹھ کر روتے ہیں اور حزب اللہ بننے اور 'رُھبان باللیل' کے ساتھ 'فُرسان بالنھار' بننے کے آرزومند ہیں۔ 3 کاش ایسے لوگوں سے میرا مقابلہ ہو اور میں ان لوگوں سے شکست کھا کر بھی لذت محسوس کروں گا کہ کسی نے تو مجھے شکست دی ہے!

1 یہ غازی ، یہ تیرے پر اسرار بندے
جنھیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی
شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی
خیاباں میں ہے منتظر لالہ کب سے
قبا چاہیے اس کو خونِ عرب سے
(بانگ درا)

2 کیا امامانِ سیاست، کیا کلیسا کے شیوخ
سب کو دیوانہ بنا سکتی ہے میری ایک ہو

3 ایران فتح کرنے والے لشکر کے بارے میں تذکرہ ہے کہ 'ھُمْ رُھْبَانٌ بِاللَّیْلِ وَفُرْسَانٌ بِالنَّھَارِ' (وہ لوگ رات کے عبادت گزار اور دن کے شہسوار ہیں)

یہودی پروٹوکولز میں صیہونیوں نے جو اہداف طے کیے تھے ان میں سے بیشتر کو وہ کامیابی کے ساتھ حاصل کر چکے ہیں اور اب ان کا ہدف گریٹر اسرائیل ہے چاہے ساری دنیا کو جنگ میں جھونکنا پڑے: ایوب بیگ مرزا

اصل میں گوروں کو یہ خوف لاحق ہو گیا ہے کہ یورپ میں ان کی آبادی مسلسل کم ہو رہی ہے اور مسلمانوں کی آبادی بڑھ رہی ہے اس لیے گورے تعصب پر اُتر آئے ہیں: اوریا مقبول جان

سانحۂ نیوزی لینڈ: پس پردہ حقائق کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: نیوزی لینڈ کی مسجد میں ایک شخص نے معصوم مسلمانوں کو شہید کیا۔ کیا یہ کسی ایک آدمی کی انفرادی کارروائی ہے یا اس کے پیچھے کسی ادارے یا گروپ کی سازش ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جنگ عظیم دوم کے بعد امریکہ کو دو بڑے چیلنجز درپیش تھے۔ پہلا چیلنج سوشلزم اور کمیونزم کا تھا جس کی سرپرستی سوویت یونین کر رہا تھا اور یہ چیلنج نظریاتی سطح پر درپیش تھا۔ یوں کہہ لیجیے کہ یہ ایک نظریاتی دشمنی تھی۔ امریکہ نے ترجیح دی کہ پہلے اس چیلنج سے نمٹنا چاہیے۔ اس سے نمٹنے کے لیے اس نے مسلمانوں کا تعاون حاصل کیا اور believers اور non believers کا سوال کھڑا کر دیا۔ بالآخر سوویت یونین افغانستان میں آیا اور شکست وریخت سے دوچار ہوا جس کے بعد امریکہ کے مقابلے میں دوسری کوئی سپر پاور نہ رہی۔ اب امریکہ کے لیے صرف ایک ہی چیلنج رہ گیا تھا اور وہ تھا اسلام۔ لہٰذا اس نے اب اسلام کے خلاف پراپیگنڈا شروع کر دیا۔ اس چیلنج سے نمٹنے کے لیے امریکہ نے خود نائن الیون کا ڈراما رچایا اور اس کی آڑ میں ایک منظم مہم کے تحت ہر سطح پر یہ پراپیگنڈا شروع کیا گیا کہ مسلمان دہشت گرد ہیں اور معصوم لوگوں کو مارتے ہیں۔ اس سے قبل یورپ اور امریکہ میں عام طور پر سیکولر اور لبرل حکومتیں بنتی تھیں لیکن نائن الیون کے بعد وہاں ایسے لوگ حکمران بننے لگے جو مذہبی انتہا پسند ہیں۔ بش جونیئر سے یہ سلسلہ شروع ہوا اور پھر یہ بڑھتا چلا گیا۔ ظاہر ہے ان کا رجحان مذہب کی طرف تھا لہٰذا ان کا مقابلہ بھی مخالف مذہب یعنی اسلام سے تھا۔ پھر دنیا میں جہاں بھی دہشت گردی کا کوئی واقعہ ہوتا تو اسے مسلمانوں کے ساتھ جوڑ دیا جاتا اور یوں ظاہر کیا جانے لگا کہ دہشت گردی صرف مسلمان ہی کرتے ہیں اور اسلام دہشت گردی کا سبق دیتا ہے۔ چونکہ آج دنیا میں میڈیا میں بہت طاقت ہے جو لوگوں کے ذہن تبدیل کر دیتا ہے۔ اس لیے لوگ اپنے ذہن سے نہیں سوچتے بلکہ میڈیا کی سوچ کو اپنا لیتے ہیں اور اپنی وہی رائے

مرتب: محمد رفیق چودھری

بنا لیتے ہیں جو میڈیا پھیلا رہا ہوتا ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یورپ نے چالاکی اور عیاری سے سادہ لوح مسلمانوں کو دہشت گردی کے لیے بطور ہتھیار استعمال کیا اور ٹی ٹی پی، داعش جیسی تنظیموں کو سپورٹ کیا جو دہشت گرد کارروائیاں کرتی تھیں۔ وہ اسلام کی بدنامی کا باعث بنیں اور خود مسلمانوں میں یہ تاثر پیدا ہوا جیسے ہم ہی دہشت گرد ہیں۔ لیکن نیوزی لینڈ کے سانحہ سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ دہشت گردی کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا تعلق سوچ، نظریہ اور فکر سے ہوتا ہے۔ اگر آپ بحیثیت مجموعی ایک پُرامن ذہن نہیں رکھتے اور دوسروں کی مخالفت میں اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ خون بہانا بھی درست سمجھتے ہیں تو پھر اس طرح کے واقعات سامنے آتے ہیں۔ مسلمانوں کو بھی میڈیا کے ذریعے یہی تاثر دیا گیا اور بعض مسلمانوں نے سادگی اور بیوقوفی سے اس چیز کو اپنا لیا۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ سانحہ نیوزی لینڈ میں ایک فرد ملوث ہے یا یہ کسی خاص طبقے یا ادارے کی سازش ہے تو اس حوالے سے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ میڈیا کو بطور پراپیگنڈا ٹول استعمال کرنے والی قوتیں کسی ایک فرد کو مقرر نہیں کرتیں کہ تم نے یہ کام کرنا ہے بلکہ وہ میڈیا کے ذریعے ایک ایسی فضا بنا دیتی ہیں کہ برنٹن جیسے لوگوں کے خیالات اپنے نہیں رہتے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بہت ظلم ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس بدبخت (برنٹن جس نے نیوزی لینڈ کی مسجد میں 50 مسلمانوں کو شہید کیا) نے اپنی گن پر اپنی آئیڈیل شخصیات کے نام درج کیے ہوئے تھے اور ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس نے کوئی مثبت کام کیا ہو بلکہ ان لوگوں نے اینٹی اسلام دہشت گرد کارروائیاں کی تھیں۔ اس کے آئیڈیلز حسب ذیل تھے:

(1)۔ اینٹن لوڈن: جس نے دو کمسن مسلمان مہاجرین کو شہید کیا تھا۔

(2)۔ الیگزینڈر: جس نے 2017ء میں کینیڈا میں ایک مسجد پر حملہ کر کے چھ نمازیوں کو شہید کر دیا تھا۔

(3)۔ سکندر برگ: جس نے خلافت عثمانیہ کے خلاف اعلانیہ بغاوت کی تھی۔

(4)۔ ایک فوجی افسر: جس نے ترکوں سے معاہدہ کیا اور پھر اس معاہدے سے منحرف ہو کر وہاں موجود سب ترکوں کو قتل کر دیا۔

(5)۔ چارلیس مارٹل: جس نے سپین کی جنگ بلاط میں مسلمانوں کی فوج کو شکست دی تھی۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ کوئی پاگل آدمی نہیں تھا بلکہ پڑھا لکھا شخص تھا اور اس نے تاریخ کا مطالعہ بھی کچھ نہ کچھ کر رکھا تھا۔ اس کی آئیڈیل شخصیات کو دیکھا جائے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص مسلمانوں سے شدید نفرت رکھتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنا آئیڈیل

اس کو آدمی کو بنایا جس نے مسلمانوں کو کوئی نہ کوئی نقصان پہنچایا۔ پھر وہ ڈونلڈ ٹرمپ کا بھی بڑا مدح تھا کیونکہ ٹرمپ نسل پرست اور مسلمانوں سے شدید نفرت کرنے والا ہے۔ اس واقعہ پر بھی ٹرمپ نے بہت گھٹیا ٹویٹ کیا ہے جس پر نیوزی لینڈ کی وزیراعظم نے اسے ڈانٹ پلائی ہے۔ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص یقیناً کسی گروہ سے بھی تعلق رکھتا ہوگا اور یورپ میں جو مسلمانوں کے خلاف فضا بنادی گئی ہے اس فضا کو قبول کرتے ہوئے اس نے یہ کام کیا ہے۔ کیونکہ جب اس کو گرفتار کر کے عدالت میں لایا گیا تو وہ گوروں کی برتری کا اظہار کر رہا تھا اور اسے اس کام پر کوئی ندامت نہیں ہو رہی تھی۔

سوال: کیا سانحہ نیوزی لینڈ ''اسلاموفوبیا'' کا ردعمل تھا؟

اوریا مقبول جان: اگر ہم گزشتہ سترہ سال کی جنگ کا مطالعہ کریں تو اس ساری قتل وغارت اور مظالم کا ذمہ دار میڈیا ٹھہرتا ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ صرف 2017ء کی رپورٹس کے مطابق اس ایک سال میں آسٹریلیا کے پانچ بڑے اخبارات میں تین ہزار مضامین مسلمانوں کے خلاف شائع ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہر روز آٹھ مضمون مسلمانوں کے خلاف شائع ہوئے ہیں۔ ان میں دہشت گردی، بنیادی پرستی اور انتہاپسندی کو انتہائی منفی انداز میں اسلام کے ساتھ جوڑا گیا تھا۔ ان میں سے 152 مضامین پہلے صفحے پر شائع ہوئے تھے۔ ہر دوسرے دن ایک منفی مضمون مسلمانوں کے خلاف شائع ہوتا تھا۔ پھر درمیان کے صفحے پر ''اسلام کا خطرہ اور خوف'' کے موجوع پر باقاعدہ مضامین چھپتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پورے ایک سال کے اندر انہوں نے ان ذہنوں کو تیار کیا جنہوں نے پھر جا کر سوشل میڈیا کے اوپر لکھنا شروع کیا اور یہ آج سے نہیں شروع ہوا بلکہ 2001ء میں امریکہ کی کیلیفورنیا یونیورسٹی کی ایک سٹڈی کے نتیجے میں 4 رفاہی انجمنوں نے 46 ملین ڈالر مختلف اداروں کو دیے تھے تاکہ اسلام کے خلاف پراپیگنڈا کیا جائے۔ انہوں نے اس حوالے سے ایک سوسائٹی تیار کرلی ہوئی ہے۔ حالانکہ آسٹریلیا میں 70 فیصد لوگ ایسے ہیں جن کو پتا ہی نہیں کہ اسلام کیا ہوتا ہے اور مسلمان کیا ہوتا ہے۔ ایسے لوگ جو نہ اسلام کو جانتے ہیں، نہ مسلمان کو جانتے ہیں، لیکن میڈیا نے ان کو اسلام اور مسلمانوں کا دشمن بنا دیا ہے۔ نیوزی لینڈ کی وزیراعظم آج آنسو بہا رہی تھیں ان کی ناک کے نیچے یہ سب کچھ ہوتا رہا۔ روپرٹ مرڈوک جو دنیا کا سب سے بڑا میڈیا ہے اور فاکس نیوز جو سب سے زیادہ مسلمانوں کے خلاف ہے، یہ نیوزی لینڈ کا ہی میڈیا ہے۔ اسی نے وہاں اسلاموفوبیا کو تخلیق کیا ہے۔

سوال: اسلاموفوبیا کیا ہے اور اسے کیوں پیدا کیا گیا؟

اوریا مقبول جان: اس کی بنیادی وجہ اکانومی ہے۔ یہ اکانومی بڑی ڈرائیونگ فورس ہوتی ہے۔ امریکہ ٹی وی، کار، دوائیاں وغیرہ نہیں بیچتا بلکہ وہ ملٹری انڈسٹریل کمپلیکس بیچتا ہے۔ جس کے لیے آپ کو وار تھیٹر چاہیے ہوتا ہے۔ کسی ریاست کو اسلحہ بیچنا مشکل ہوتا ہے لیکن اگر کسی جگہ پانچ دس گروپ آپس میں لڑ رہے ہوں تو وہ اسلحہ بڑی آسانی سے بکتا ہے۔ بلجیم میں کچھ تاجر بیٹھے ہوئے ہیں جو امریکن کمپنیز سے ڈیل کرتے ہیں اور آگے جا کر وہ اسلحہ بیچتے ہیں۔ اسلحہ کے کاروبار میں آپ ایڈوانس پے نہیں کرتے بلکہ مطلوبہ جگہ پر اسلحہ پہنچ جاتا ہے تو اس کے بعد پیمنٹ کی جاتی ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ امریکہ میں ہر سال ہزاروں لوگ اسلحہ کی وجہ سے مرتے ہیں لیکن کانگریس ایک بل بھی پاس نہیں کرتی کہ لوگوں پر اسلحہ خریدنے پر پابندی لگائی جائے۔ کیونکہ ظاہر ہے ان کا سارا کا سارا کاروبار ہی اسلحہ پر چلتا ہے اور اسی ایشو کے تحت انہوں نے اسلاموفوبیا پیدا کیا ہے۔

> سانحہ نیوزی لینڈ سمیت اس ساری قتل و غارت گری اور مظالم کا اصل ذمہ دار میڈیا ہے۔ 2001ء میں 4 رفاعی انجمنوں نے 46 ملین ڈالر مختلف اداروں کو دیے تاکہ اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کیا جاسکے۔

سوال: سانحہ نیوزی لینڈ کے بعد یورپ میں مسلمانوں کا کیا مستقبل ہے؟

اوریا مقبول جان: یورپ میں مسلمانوں کا مستقبل اب ختم ہو چکا ہے۔ اس کی دو تین وجوہات ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ گورے خوف محسوس کرنے لگے ہیں کہ ان کی آبادی کم ہو رہی ہے اور مسلمانوں کی آبادی وہاں بڑھ رہی ہے۔ اس میں مسلمانوں کا کوئی قصور نہیں۔ انہوں نے خود آبادی کو کنٹرول کرنے کے پروگرام شروع کیے تھے جس کی وجہ سے ان کی آبادی دن بدن کم ہوتی جارہی ہے۔ گورے اگر باہر سے لوگوں کو نہیں بلائیں گے تو پھر اپنی سروسز maintain نہیں کر سکتے۔ پھر وہاں سروسز اتنی مہنگی ہوگئی ہیں کہ ساری کی ساری فیکٹریاں وہاں سے اٹھا کر وہ غریب ملکوں میں لے گئے ہیں۔ اب وہاں پر گورے کے لیے صرف اور صرف بے کاری رہ گئی ہے۔ یہ بے کاری اُسے متعصب بنا دیتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ ہمارے علاقے پر لوگوں نے قبضہ کرلیا ہے اور اس خوف کی وجہ سے وہ پھر اس طرح کی حرکتیں کرتے ہیں۔ وہاں پر نسلی تعصب شروع ہو چکا ہے۔ آج وہاں کا مسلمان شدید خوفزدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ دجال کے آنے سے پہلے پوری دنیا دو خیموں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ایک خیمہ وہ ہوگا جس میں مکمل طور پر نفاق ہوگا جبکہ دوسرے خیمے میں ایمان ہوگا اور اس میں نفاق نہیں ہوگا۔ اب ہم اس طرف چلے جارہے ہیں کہ وہ ہمیں وہاں رہنے کے قابل ہی نہیں چھوڑیں گے۔ وہاں صرف وہی رہیں گے جو انہی کی نسل، رنگ والے ہوں گے۔

سوال: اس واقعہ کے بعد مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے اور یہ ثابت کرنے کے لیے کہ یہ مسلمانوں نے انتقام کے لیے کیا ہے، غیر مسلموں کی عبادت گاہوں پر حملے کی سازش کا خدشہ تو نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: آپ کا خدشہ بالکل درست ہے۔ کیونکہ امریکہ کی انڈسٹری صرف وار انڈسٹری ہے اور جنگ کا جاری رہنا اس کے مفاد میں ہے۔ کیونکہ یہ ان کی معیشت کا مسئلہ ہے۔ جس طرح میڈیا پر یہودی چھائے ہوئے ہیں اسی طرح ان کی وار انڈسٹری کے بہت سے مالک بھی یہودی ہیں۔ دوسری طرف یہ بھی دیکھئے کہ اس وقت جنگ صرف اور صرف اسرائیل اور یہودیوں کے حق میں ہے باقی کسی کے حق میں نہیں ہے۔ کیونکہ ان کا اسلحہ بک رہا ہے اور انہوں نے اپنے ہدف گریٹر اسرائیل کی طرف بھی بڑھنا ہے۔ اس ہدف کی طرف وہ اس وقت تک بڑھ ہی نہیں سکتے جب تک کہ جنگ کروا کر مسلمانوں کو کمزور نہیں کر دیتے۔ لہٰذا ایسا یقیناً ہوسکتا ہے کہ کسی چرچ پر حملہ کروا دیں اور اس کے پیچھے یہودی ہوں کیونکہ مسجد میں حملہ کروانے سے مسلمانوں کے حق میں فضا پیدا ہوچکی ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ صرف مسلمان ہی دہشت گرد نہیں بلکہ مسلمان دہشت گردی کے شکار بھی ہیں۔ بہرحال ایسا کچھ بھی ہوا تو اس کے پیچھے یہودی ہاتھ ہی ہوگا۔ یہودیوں نے دوسری جنگ عظیم اس لیے کروائی تھی تاکہ

پاور سنٹر لندن سے واشنگٹن منتقل ہو جائے۔ اب وہ ایک اور بڑی جنگ کروانا چاہتے ہیں تاکہ پاور سینٹر واشنگٹن سے یروشلم منتقل ہو جائے۔ لہٰذا وہ جنگ نہیں بلکہ جنگوں کا ایک جال بچھانے والے ہیں اور اس کے لیے انسانوں کا خون بہانا ان کے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ایسا تو وہ شروع سے کرتے آئے ہیں۔ اب یہ راز بھی کھل کر دنیا کے سامنے آ گیا ہے کہ نائن الیون کے پیچھے موساد کا ہاتھ تھا۔ محسوس ہو رہا ہے کہ یہودی اس دنیا کو ایک ہولناک جنگ کی طرف دھکیل رہے ہیں اور اس میں ان کے لیے کوئی بہت بڑا مسئلہ نہیں ہے کہ وہ کسی چرچ میں کوئی واقعہ کروادیں یا کسی مندر میں حملہ کروا کر پاکستان اور انڈیا کی جنگ کروادیں۔ لیکن ایک بات یاد رہنی چاہیے کہ پہلے جب بھی پاک بھارت جنگ ہوئی تو وہ ان دونوں ملکوں تک محدود رہی لیکن اب اگر خدانخواستہ جنگ ہوئی تو وہ ان دونوں ملکوں تک محدود نہیں رہے گی کیونکہ اب اس خطے سے وابستہ مفادات ایسے ہیں کہ کچھ ممالک کو پاکستان کے لیے اور کچھ کو انڈیا کے لیے اس جنگ میں کودنا پڑے گا۔ پچھلے دنوں پاک بھارت کشیدگی ہوئی تو اس کے پیچھے بھی یہودی ہاتھ تھا اور اب بھی یہی لگتا ہے کہ یہ ایک طرف پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ بڑھکائیں گے اور دوسری طرف یورپ اور امریکہ میں اس طرح کی وارداتیں کروا کے مذہبی بنیادوں پر اس لڑائی کو بڑھائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ 1897ء میں جب انہوں نے اپنے پروٹوکولز ترتیب دیے تھے اور ان میں جو اہداف طے کیے تھے ان کی طرف وہ مرحلہ وار بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور اب ان کا ہدف ایک بڑی اور عالم گیر جنگ کروانا ہے۔ یہ جنگ وہ بہت سی جگہوں سے بڑھکانا چاہتے ہیں تاکہ ایک طرف ان کا اسلحہ خوب بکے اور دوسری طرف گریٹر اسرائیل کی راہ میں جو اسلامی ممالک حائل ہیں ان کو کمزور یا ختم کر دیا جائے۔ دنیا کا میڈیا مکمل طور پر یہودیوں کے قبضہ میں ہے اور میڈیا کا انتخابات میں بہت اہم رول ہوتا ہے جس کی وجہ سے اب یورپ میں بھی مذہبی انتہا پسند حکمران بن رہے ہیں۔ جیسے امریکہ میں ٹرمپ آ گیا، فرانس میں میکرون آ گیا، جرمنی میں بھی اب جرمنی فار جرمن (AFD) والے آ رہے ہیں اور اس طرح یہودی میڈیا کے ذریعے دنیا کو مذہبی، نسلی اور اقتصادی بنیادوں پر جنگ کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

سوال: اس سانحہ پر ترکی نے بہت اچھا ردعمل ظاہر کیا۔ کیا ترکی اب دوبارہ خلافت عثمانیہ کے قیام کی طرف بڑھ رہا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اللہ کرے کہ ایسا ہو لیکن یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ترکی امت مسلمہ کے حق میں کھل کر سامنے آتا ہے جیسے وہ غزہ کے اسرائیلی محاصرہ کے خلاف کھل کر سامنے آیا تھا۔ پھر حالیہ نیوزی لینڈ واقعہ پر حالانکہ نیوزی لینڈ کی وزیراعظم نے مسلمانوں کے ساتھ بہت ہمدردی کا اظہار کیا اور اس پر پاکستان سمیت اکثر مسلم ممالک نے ان کی تحسین کی لیکن ترکی ابھی تک عدم اطمینان کا شکار ہے۔ اس کا موقف ہے کہ اگر اس شخص کو پھانسی نہ دی گئی تو ہم خود آگے بڑھیں گے اور اس کو سزا دیں گے۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ طیب اردگان نے کہا ہے کہ اس شخص کو سزائے موت دی جائے اور میں اس بات کی مذمت کرتا ہوں کہ پندرہ سال پہلے ہم نے جو سزائے موت ختم کی تھی وہ ہم نے بہت غلط کیا تھا۔ اگر کوئی شخص اس طرح کا رول ترکی میں ادا کرے گا تو وہ بچ کر نہیں جائے گا۔ اردگان کا ردعمل مجاہدانہ تھا میں سمجھتا ہوں کہ دوسرے اسلامی ممالک کو بھی ایسا ہی ردعمل دینا چاہیے تھا اور اس نے ایک پبلک میٹنگ میں یہ بات کی ہے۔ بہرحال ترکی جس طرح سے آگے بڑھ رہا ہے اللہ کرے کہ وہ خلافت عثمانیہ کو دوبارہ بحال کر سکے لیکن ''ہنوز دلی دور است'' کے مصداق یہ ابھی بہت دور ہے۔ کیونکہ آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ اس سانحہ پر مڈل ایسٹ سے کوئی آواز نہیں اٹھی۔ پاکستان نے کسی حد تک آواز اٹھائی ہے لیکن وہ کوئی اتنے مضبوط انداز میں نہیں اٹھائی بلکہ ہم پی ایس ایل کا میچ کروانے میں لگے رہے اور یہ موقف ظاہر کروایا کہ پاکستان ایک پُرامن ملک ہے۔ یہاں کرکٹ کھیلی جاسکتی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس واقعہ کی کھل کر مذمت کرنی چاہیے تھی اور وہاں کے شہداء کے لواحقین کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرنا چاہیے تھا۔

سوال: پچھلے کچھ عرصے سے مغرب میں جو ویڈیو گیمز بن رہی ہیں جن میں وحشیانہ انداز بہت نمایاں ہوتا ہے۔ کیا اس کا مقصد انسان کو وحشی بنانا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: بالکل یہی مقصد ہے۔ دراصل وحشیانہ قسم کے واقعات اگر کبھی کبھار ہوں تو انسان انہیں بُرا محسوس کرتا ہے، ایک خبر بنتی ہے اور اس کی مذمت کی جاتی ہے لیکن جب اس طرح کی مار دھاڑ اگر مسلسل ہوتی رہے تو وہ ایک روٹین بن جاتی ہے اور روٹین کبھی خبر نہیں ہوتی۔ یہودیوں نے یہ کام لینا ہے۔ اس لیے یہ ایک طرح کی ٹریننگ بھی ہے۔ اس کا مقصد لوگوں کو بے حس بنانا ہے تاکہ مار دھاڑ اور خون خرابہ ایک روٹین بن جائے۔ یہ میڈیا ہو یا ویڈیو گیمز ہوں یہ سب چیزیں اینٹی اسلام رول ادا کر رہی ہیں۔ میڈیا نے ہمیشہ اسلام کو اور مسلمانوں کو بدنام کیا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ وہ اکثر و بیشتر کامیاب رہا ہے۔

سوال: آج کا مسلمان میڈیا پر کتنا انحصار کرے؟

ایوب بیگ مرزا: آج ہم میڈیا سے الگ نہیں رہ سکتے لیکن ہمیں اس حوالے سے بہت انہماک اور توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ میڈیا دنیا بھر کی خبروں سے آپ کو آگاہ کرتا ہے لیکن ہمیں اس حوالے سے چھان پھٹک کرنی چاہیے۔ آپ کو دیکھنا چاہیے کہ کون کہہ رہا ہے اور کیا کہہ رہا ہے اور اس کا اصل مقصد کیا ہے۔ خبر پر زیادہ توجہ دینی چاہیے، تبصرہ پر زیادہ توجہ نہیں دینی چاہیے۔ جو خبر آئے اس کے مطابق اپنا ذہن بنائے، میڈیا کو نہ دیکھے کہ کس طرح اس کو پھیلا رہا ہے۔ اپنی عقل استعمال کرے۔ یہی مصیبت بن گئی ہے کہ میڈیا اس طرح ہمارے اذہان پر مسلط ہو گیا ہے کہ ہم تبصرہ بھی میڈیا کا قبول کرتے ہیں۔ آج میڈیا کے ذریعے ذہنوں اور افکار کی خرید و فروخت ہو رہی ہے۔ اِس بات کو ذہن میں رکھے کہ میڈیا اِس سرمایہ دارانہ نظام کا ٹول ہے جو انسانوں کو تقسیم کر کے اپنے یعنی سرمایہ داروں کے ہاتھ مضبوط کرتا ہے یہ ایک استحصالی نظام ہے جو کمزور کو کمزور تر اور مضبوط کو مضبوط تر کرتا ہے پھر یہ کہ میڈیا چینلز جس طرح کی فحاشی اور عریانی دکھاتے ہیں، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میڈیا کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے، بچوں کی بُری تربیت کی جا رہی ہے۔ حالانکہ اسی میڈیا کے ذریعے لوگوں کی اچھی تربیت بھی ہوسکتی ہے، جس سے صالح معاشرہ کی تشکیل ہوسکے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

......جو چاہوں گا دو ڈر کیسا!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ہر آنے والا دن فتنۂ دجال پر مہرِ تصدیق ثبت کرتا جا رہا ہے۔ ممتاز عالمِ دین مفتی تقی عثمانی صاحب پر قاتلانہ حملہ روئے زمین سے دینی علم، علماء اور مدارس کو مٹانے کی ابلیسی دجالی مہم کا ایک حصہ ہے۔ پورے گلوب پر یہ مساعی دیکھی جا سکتی ہیں۔ ابھی مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت کا داغ دھندلایا نہ تھا کہ یہ دوسرا بڑا حملہ ہو گیا۔ ملک میں موجود ایجنسیوں کے جال کے باوجود مولاناؒ کے قتل کا سراغ تک نہ لگایا جا سکا۔ محفوظ ترین سیکورٹی کے علاقے میں یہ وقوعہ بھاری سوالیہ نشان رہے گا۔ کراچی کی زمین تو پہلے ہی قطار اندر قطار علم کے ستون نگل گئی۔ 80,70 قتل کے مجرم پکڑے گئے۔ کیفرِ کردار کا ایک بھی نہ پہنچا! یہ تمام علماء غیر متنازعہ، علمی تحقیقی حوالوں سے بھاری بھر کم نام تھے۔ یعنی حملہ علوم اسلامی پر ہے، علماء ہوں یا مدارس۔ اور اب تو یہ ریاستِ مدینہ ہو چکی، اس کے باوجود علماء غیر محفوظ اور قبول اسلام ایک جرم؟ عالمی سطح پر دہشت گردی کے نام پر اسلام اور جہاد کے خلاف چھیڑی گئی جنگ ایک نیا موڑ مڑ چکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نیوزی لینڈ کے سانحے نے پوری دنیا کے ضمیر کے سامنے ایک سوال رکھ دیا ہے۔ بتاؤ تم کس کا ساتھ دو گے؟ سفاک حملہ آور نے جس طرح پوری دنیا میں اسے نشر کیا، اس سے نظریں چرانا ممکن نہیں۔ 18 سال صلیبی جنگ میں مسلمان خوش فہمیوں کی، احمقوں کی جنت میں رہتے رہتے دہشت گردی کو شکست دینے میں تن دھن کی بازی لگائے بیٹھے تھے۔ ایک رندِ بادہ خوار نے خونی بلا بن کر پردہ چاک کر کے پس پردہ حقائق کھول دیئے۔ 24 گھنٹے پہلے عزائم کا اظہار کر دیا۔ 74 صفحات کا منشور جاری کر کے تاریخ کے بدلے چکانے کی بات کی۔ لائیو ٹیلی کاسٹ نے پوری دنیا میں زلزلہ برپا کر دیا۔ ہائی ٹیک ملک کی ایجنسیاں سوئی رہیں۔ جائے وقوعہ پر پہنچنے سے لے کر عملاً صورت حال قابو کرنے میں 36 منٹ لگ گئے۔ دنیا میں لگی آگ (جو صرف مسلمان ردِ عمل نہیں، دنیا بھر کے باضمیر لوگ اٹھ کھڑے ہوئے) بجھانے کو، مسلمانوں کے ساتھ اظہارِ یک جہتی، ہمدردی، مدد ان کی حکومت کر رہی ہے، مگر سوالات تو اپنی جگہ۔

یہ دنیا میں 18 سال ایک طرفہ بوئے گئے اسلاموفوبیا کے جنگلوں میں پل بڑھ کر عفریت بن کر ٹوٹ پڑنے والا درندہ ہے۔ اس کی پوری ذمہ داری مغربی ممالک کی حکومتوں، ایجنسیوں اور میڈیا کو لینی ہوگی۔ آخر حال ہی میں ٹوری پارٹی کے 40 پارلیمنٹ ممبر اسلاموفوبیا کے مرتکب ہونے کی بنا پر معطل ہوئے ہیں۔ برطانیہ میں سروے کے مطابق ایک تہائی برطانوی اسلام کو برطانوی طرزِ زندگی کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں۔ اب ایک رات میں برطانیہ میں برمنگھم کی چار مساجد پر حملے ہوئے ہیں۔ اس سانحے کے بعد آسٹریلیا میں 4 حملے مسلمانوں کے خلاف ہوئے ہیں۔ پرتھ میں مسلمان جوڑے کی گاڑی پر مسلمان اور کتے سپرے پینٹ سے لکھا گیا اور (ہٹلر کا نازی) جرمن فاشسٹ نشان سواستیکا بنا کر نسلی نفرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ بھارت میں سوشل میڈیا پر اس قتلِ عام پر باقاعدہ جشن منایا گیا۔ ٹرمپ کو ردِعمل دیتے 10 گھنٹے لگ گئے۔ پھر بھی گونگلوؤں سے بس مٹی ہی جھاڑی گئی۔ آسٹریلین سینیٹر فیزر اینِنگ نے پوری سفاکی سے مسلم دشمن بیان داغا۔ اس کے گنجے سر پر ایک باضمیر آسٹریلوی نوجوان نے انڈہ داغ دیا۔ مسلمانوں سے اس بے اختیار اظہارِ یک جہتی کے ردِعمل نے اسے دردمندوں کا ہیرو بنا دیا۔ اس کی بہادری کو سراہنے والوں نے 51 ہزار ڈالر اس کے لیے اکٹھے کر دیئے۔ اللہ انہیں ایمان دے! (آمین) (سینیٹر اور اس کے ساتھیوں نے اسے خوب پیٹا تھا۔ عوام کا موڈ ملاحظہ ہو کہ فوراً اس کی تصویر والی ٹی شرٹس بن گئیں۔ دیوار پر اس کی تصویر (انڈہ لیے سینیٹر کو مارنے کی) بن گئی۔ نوجوان نے جمع شدہ رقم متاثرین سانحہ کو دینے کا عندیہ دیا ہے۔ کہتا ہے کہ وہ تمام لوگ جو مسلمانوں کو دہشت گرد قوم سمجھتے ہیں وہ سینیٹر کی طرح خالی مغز ہیں۔

نیوزی لینڈ میں سانحے کے بعد ولنگٹن میں ہزاروں لوگ تعزیت کے لیے اکٹھے ہوئے۔ نیز ان کا وہ فٹ بالر جو گول کر کے سجدہ دے کر اظہارِ یک جہتی کر رہا تھا، سو برنٹین ٹارنٹ کی وحشت اور سربیت سے پوری دنیا کے سامنے ایک بھاری سوال آن کھڑا ہوا ہے۔ نائن الیون کے مناظر دکھا دکھا کر دنیا کو ماؤف کیے رکھنے والوں نے 1.5 ملین وڈیوز چوبیس گھنٹے کے اندر دنیا بھر سے ہٹا دیں۔ اگر یہ مسلمان ہوتا، بالخصوص پاکستانی ہوتا، گورے مار دیتا، تو فوراً ماں باپ بہن بھائی گرفتار کر کے رضاکارانہ طور پر ہم آقاؤں کے حوالے کرتے۔ مولانا مسعود اظہر بیماری کی حالت میں گھر بیٹھے بھارت، فرانس کی وزارت خارجہ، خزانہ کے مشترکہ بیانوں کی زد میں ہیں۔ یورپین یونین کی مشتبہ دہشت گرد لسٹ میں شامل کیے جا رہے ہیں۔ سلامتی کونسل میں واویلا ہوا......مگر مسلمانوں کی سلامتی پر سلامتی کونسل کے کان پر جوں نہیں رینگتی۔ ٹارنٹ انہی خیالات سے بھرا دنیا بھر (بشمول پاکستان) کی سیاحت کرتا پھرا۔ 2016ء میں سربیا، مونٹی نیگرو بوسنیا، کروشیا گیا۔ سرب استادوں سے سربیت کے اسباق پڑھے ہوں گے۔ اس کی وڈیو سازی 1099ء میں صلیبیوں کے یروشلم میں مسلمانوں کے ذبیحے کے مناظر کا عکس ہے۔

فرانسیسی مؤرخ Mi Chaud کے مطابق یروشلم کی فتح کے موقع پر مسلمان گھروں گلیوں سڑکوں پر ذبح کیے گئے۔ ان کے لیے کہیں امان نہ تھی۔ چہار جانب موت کی بھیانک آوازوں کراہوں، چیخوں اور اذیت ناک مناظر کے سوا کچھ نہ تھا۔ لاشوں کے ڈھیر فاتحین کے قدموں تلے، گھوڑوں کے سموں تلے پامال ہوئے۔ گھٹنوں گھٹنوں خون مسجد عمر کے صحن میں تھا۔ یہ ہے وہ کروسیڈ جو پوری دنیا (بشمول مسلم ممالک) کو لے کر بش نے علی الاعلان شروع کی تھی۔ افغانستان میں کنٹینروں میں زندہ درگور کر کے اجتماعی قبروں میں انڈیل دیئے جانے والے افغان مجاہدین۔ گوانتانامو بے، بگرام، ابوغریب اور عقوبت خانوں میں گلتے سڑتے بے یار و مددگار ماورائے عدل وانصاف مسلمان۔ عراق پر امریکی حملے کے بعد مساجد کی دیواروں پر لال صلیبی نشان، زمین پر پھینکے قرآنوں پر صلیبی نشان۔ نیوزی لینڈ کا واقعہ اسی جنگ کا تتمہ ہے۔ اسی کا ایک ٹکڑا وہاں کی مساجد میں جڑ دیا گیا ہے۔ دنیا اب جاگی ہے تو اسے جاگتے رہنا چاہیے۔

یہ جو ہسپتال سٹریچر پر جاتے زخمی کی ایک انگلی کلمۂ شہادت کی اٹھی ہوئی تھی، یہ انگشتِ شہادت ہم نے افغانستان، عراق، کشمیر، غزہ شام، برما میں بھی دیکھی۔ خود اپنے خون یا اپنے پیاروں کے بہتے خون میں ڈوبی انگلی،

ایمان گلگلوں کر دیتی ہے۔ رگوں میں ایمان کی تازگی اس شہادت کے لہو سے نئی زندگی بھر دیتی ہے۔ شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے۔ اس کی گواہی کافر کو بھی مبہوت کرتی اور اس کے وعدۂ الست کو زندہ کر دیتی ہے۔

آسٹریلیا (جسے متعصب نسلی امتیاز بھرے ملک میں) کے ارکانِ پارلیمنٹ نے اپنے سینیٹر کے متعصبانہ، اسلاموفوبیک رویے پر شدید تنقید کی ہے اور اس کی رکنیت ختم کرنے پر دستخطی مہم جاری ہے۔ سو ایک نیا جن بوتل سے باہر آ گیا ہے۔ ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کی مظلومیت مغرب اور جابر مسلم حکمرانوں کے دوہرے معیارات عوام الناس پر واضح ہو رہے ہیں۔ پوری دنیا کو مسلسل پاگل بنانا ممکن نہیں۔

انسانیت کا بہترین حصہ تو پہلے ہی اپنے روحانی خلا، تشنہ زندگی، نفسیاتی ابتری کے ہاتھوں بے زار ہے۔ وہ مسلمانوں کے بہتر نظام معاشرت، اخلاق و کردار اور روحانی وجذباتی تسکین وتکمیل سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر رہے ہیں۔ اس وقت ہمارے آزادی پرست، شتر بے مہاری کو ترستے سیکولر لبرل دانشوروں کو غور و تدبر کی ضرورت ہے۔ وہ جو معذرت خواہی میں اسلام اپنے اوپر سے نوچ پھینکنے کے درپے رہتے ہیں۔ ذرا برینٹن ٹارنٹ کے عزائم میں اپنا مستقبل جھانک دیکھیں۔ اس قبیل کے دجالی لشکروں کا قبلہ سربیا ہے، جس نے بوسنیا کے مسلمانوں کو جو واجبی، نام کے مسلمان تھے، نائٹ کلبوں شرابوں میں ڈوبے۔ سکرٹوں، کم لباسی میں مبتلا عورتوں کی دنیا لیکن تاریخ اٹھا کر یورپ کی پشت پناہی اور اقوام متحدہ کی چھتری تلے ابھی ماضی قریب میں جو قیامت ان پر ہو گزری، تازہ فرمالیں۔ یہ آپ کے سیکولر ہونے پر بھی نام کے مسلمان ہونے کی بھرپور سزا اپنے ایجنڈوں میں لیے بیٹھے ہیں۔ یہ چھوٹے پیمانہ پر سربیا اور سپین کا ذائقہ اس نے چکھایا ہے۔ طالبان نے سٹی گم نہ کر رکھی ہوتی تو ٹرمپ بھی شاید دل کی بات زبان پر لے ہی آتا۔ یہ درندہ، ابوجہل کی اولاد ہے، جو محمد ﷺ کی نماز پر آگ بگولا ہو کر لپکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تم نے دیکھا اس شخص کو جو ایک بندے کو منع کرتا ہے جبکہ وہ نماز پڑھتا ہو؟...... ہرگز نہیں، اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے۔ اس پیشانی کو جو جھوٹی اور سخت خطا کار ہے۔ وہ بلالے اپنے حامیوں کی ٹولی کو۔ ہم بھی بلالیں گے عذاب کے فرشتوں کو...... (العلق: 9 تا 19) رہے مسلمان تو سجدے کے قرب میں رحمت کے فرشتوں کے ہاتھوں (ان شاءاللہ) جامِ شہادت! ذٰلک ھو الفوز العظیم o

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(21 تا 27 مارچ 2019ء)

جمعہ (22 مارچ) کو علی الصبح فیصل آباد کے لیے روانگی ہوئی۔ تقریباً 8 بجے قرآن اکیڈمی فیصل آباد پہنچ کر وہاں منعقدہ کل پاکستان اجتماع امراء میں شمولیت اختیار کی۔ یہ اجتماع اتوار (24 مارچ) کو نمازِ ظہر پر اپنے اختتام کو پہنچا۔ اسی شام لاہور واپس پہنچے۔

سوموار (25 مارچ) کو قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن میں معمول کے دفتری امور نمٹائے۔ اسی روز بعد نمازِ عصر مرکز تنظیم اسلامی ''دارالاسلام'' کے انچارج شعبہ نظامت جناب تجمل میر کے بڑے بھائی کی نمازِ جنازہ کی امامت کرائی۔ منگل (26 مارچ) کو صبح 9:30 بجے قرآن اکیڈمی میں ایک حبیب جناب شاہد منیر نے اسلام آباد سے آئے اپنے ایک دوست اور ان کے نوجوان بیٹے کے ہمراہ امیر محترم سے ملاقات کی۔ دوران گفتگو تنظیم اسلامی کے مقاصد اور مرکزی انجمن خدام القرآن کے اہداف کا تعارف کرایا گیا۔ بعدازاں مہمانوں نے قرآن اکیڈمی کے مختلف شعبوں کا دورہ کیا۔ دن 11:30 بجے مرکز تنظیم اسلامی ''دارالاسلام'' میں پانچ حضرات کا ایک وفد امیر محترم سے ملاقات کے لیے آیا جن میں ایک کا تعلق لاہور سے، ایک کا تعلق اسلام آباد سے اور تین کا تعلق گوجرانوالہ سے تھا۔ امیر محترم نے تنظیم اسلامی کے منہج اور اس کے اہداف کے حوالے سے مختلف سوالوں کے اطمینان بخش جواب دیے۔ اسی روز سہ پہر 3 بجے قرآن اکیڈمی میں ختم نبوۃ لائرز فورم کے چار رکنی وفد نے امیر محترم سے ملاقات کی۔ اس نشست میں آسیہ بی بی کیس کے حوالے سے قانونی نکات پر تفصیل سے گفتگو ہوئی۔ اس موقع پر مرکزی ناظم نشرواشاعت بھی موجود تھے۔ بدھ (27 مارچ) کو صبح 10:30 سے دوپہر 12 بجے تک ''دارالاسلام'' میں معمول کے تنظیمی امور نمٹائے۔ دوپہر 12:30 بجے قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن میں روزنامہ ''جناح'' کے نمائندے کو انٹرویو دیا۔ مرکزی ناظم نشرواشاعت بھی شریک گفتگو رہے۔ (مرتب: محمد خلیق)

غلبہ واقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں
تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور
اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ اپریل 2019ء
شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ

مشمولات

☆ اسلاموفوبیا — ایوب بیگ مرزا
☆ وقوعِ قیامت — شجاع الدین شیخ
☆ دعوت الی سبیل الربّ — انجینئر محمد رشید عمر
☆ حضرت عائشہ صِدیقہ رضی اللہ عنہا: خزینہ علم وحکمت — اُمِ محسن
☆ اصلی اور فرعی مسائل میں مخالفین کے ساتھ برتاؤ کے فقہی ضابطے (۷) — ڈاکٹر احمد بن سعد الغامدیؒ
☆ امریکہ افغان امن مذاکرات: ایک تجزیاتی مطالعہ — محمد عمران خان

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!
☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 40 روپے ☆ سالانہ زرِتعاون (اندرون ملک) 400 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

JF17 تھنڈر کا پہلا شکار

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان کو حکم ہے ''اور تم لوگ، جہاں تک تمہارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلے کے لیے مہیا رکھو تاکہ اس کے ذریعے سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے اعداء کو خوف زدہ کردو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے''۔(الانفال:60)

اس حکم پر عمل کرنا مسلم حکمرانوں پر فرض ہے۔اس فرض کی ادائیگی کا عملی تقاضا یہ ہے کہ جس وقت جس ہتھیار کی ضرورت ہو اس کو اسلامی حکومت فوری حاصل کرے۔رسول ﷺ کے مبارک دور میں گھوڑا قوت کی علامت اور ایک اہم جنگی ہتھیار تھا۔اس کی نسبت آپ نے فرمایا ''قیامت تک کے لیے اللہ نے گھوڑے کی پیشانی میں خیر رکھ دی ہے''۔آج کے دور میں قوت کا اطلاق ہر اس جنگی ہتھیار پر ہوگا جو آج کے دور کی ضرورت ہے۔اسی ضرورت کے تحت اسلامی جمہوریہ پاکستان نے چین کے تعاون واشتراک سے دور جدید کا ''اڑتا ہوا گھوڑا'' JF 17 تھنڈر بنایا ہے۔F16 کے ہوتے ہوئے تھنڈر کا بنایا جانا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں مزید بہتری کی طرف پیش قدمی ہے۔

پاکستان کا قیام اللہ کی منشاء کے عین مطابق ہوا اور اب اس کی بقا و استحکام بھی اللہ کی مرضی اور حکم پر منحصر ہوگا۔مزید براں قیام پاکستان اسلام کے عالمی غلبے کے لیے بھی ضروری تھا کیونکہ نبی ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تھا کہ ''مجھے اس طرف سے ٹھنڈی ہوا آرہی ہے''۔اس کی ترجمانی علامہ اقبال نے یوں کی ہے ''میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے''۔لیلۃ القدر میں پاکستان کا وجود میں آنا، لیلۃ القدر میں نازل ہونے والے الٰہی نظام کے قیام ونفاذ کے لیے ہی تھا۔اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس حقیقت کو سمجھیں اور اس کے تقاضے پورے کرنے کے لیے سعی وجہد کریں۔ہمارا جوہری پروگرام ہو یا JF 17 جیسا شاہکار لڑاکا طیارہ، سب کچھ پاکستان کے عالمی کردار کو نمایاں طور پر ادا کرنے کے ذرائع ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مودی کے شر سے یہ خیر برآمد فرمایا کہ پاک فضائیہ کے شاہینوں یعنی فضائی مجاہدوں کو JF17 تھنڈر کی استعداد جانچنے کا موقع فراہم ہوا۔یوں JF17 تھنڈر کا پہلا شکار Mig 21 بنا جو کہ ایک آزمودہ جنگی جہاز ہے۔اس شکار نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے عین مطابق دشمن پر رعب طاری کردیا ہے اور مارے خوف کے دشمن موتوا بغیضکم (اپنے ہی غصے سے مرجاؤ) کی تصویر بنا ہوا ہے۔اللہ جل شانہٗ نے فضائی مجاہدوں کی لاج رکھی اور دنیا حیرت زدہ ہے کہ اسرائیل جیسے بین الاقوامی غنڈے کی معاونت کے باوجود بھارت کا منہ کالا ہوا۔

فضائی مجاہدوں کی تربیت بفضل باری تعالیٰ ایسی ہوئی ہے کہ وہ اپنے ہر مشن پر جاتے ہوئے مسنون دعائیں پڑھتے ہیں اور جذبۂ شہادت سے سرشار ہوتے ہیں۔چنانچہ JF 17 کے ذریعے پہلا شکار کرنے والے جری پائلٹ سکواڈرن لیڈر حسن صدیقی نے انتہائی عاجزی کے ساتھ اس کارنامے کو اللہ تعالیٰ کا فضل اور قوم کی دعاؤں کا ثمر قرار دیا ہے۔یہ مسلم سپہ کا طرۂ امتیاز ہے کہ وہ جنگ برائے جنگ یا جنگ برائے حصول شہرت وناموری نہیں لڑتے بلکہ ان کی جنگ کا مقصد اللہ کے کلمے کی سربلندی ہے۔دفاع پاکستان سے وابستہ ہر فرد جانتا ہے کہ وہ کلمۂ طیبہ کے نام پر بننے والے ملک کا پاسبان ہے۔

1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد اس وقت کے پاک آرمی چیف نے مختلف محاذوں کا دورہ کیا اور اپنے سپاہیوں کو اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کے خلاف دادِ شجاعت دینے پر شاباش دی اور ساتھ ہی کچھ مادی مراعات دینے کا اعلان بھی کیا۔انہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ مراعات کے اعلان پر کوئی سپاہی بھی خوش نہیں ہوا تو انہوں نے پوچھ ہی لیا جس پر سپاہیوں نے برملا کہا کہ ہم مراعات کے لیے نہیں لڑتے بلکہ کلمۂ طیبہ کے نام پر دلوں میں شہادت کی تمنا لیے ہوئے محاذ جنگ پر آتے ہیں۔یہی وہ جذبہ ہے جو افواج پاکستان کو اپنے دشمن کے مقابلے کے لیے تیار کرتا ہے۔چنانچہ پاک افواج کا ماٹو ہی ''شہید یا غازی'' ہے۔ظاہر ہے ''جو حق کی خاطر جیتے ہیں مرنے سے کہیں ڈرتے ہیں جگر۔جب وقت شہادت آتا ہے دل سینوں میں رقصاں ہوتے ہیں''۔اس کے برعکس ہندو ہو یا دنیا کا کوئی بھی کافر وہ تو زندہ رہنے کے لیے لڑتا ہے۔وہ لڑنے سے پہلے مرنے سے ڈرتا ہے۔جبکہ مسلمان رب سے عافیت طلب کرتا ہے لیکن اگر جنگ اس پر مسلط کرلی جائے تو پھر وہ جان دینا اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتا ہے۔مزید برآں زمین سے فتنہ وفساد ختم کرنے اور اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لیے تو وہ ہر وقت تیار رہتا ہے اور جہاں ضرورت پڑے جان ہتھیلی پر رکھ کر حاضر ہو جاتا ہے۔اور نذرانۂ جان پیش کرکے بھی یہ کہتا ہے ''جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی۔حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا''۔

آخر میں افواج پاکستان کی اعلیٰ قیادت سے درخواست ہے کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو اللہ کا سپاہی سمجھیں اور From top to bottom اسی جذبے کی آبیاری کریں۔Morale Boosting کا اس سے زیادہ مؤثر جذبہ محرکہ اور کوئی نہیں ہے۔

JF 17 کے پہلے شکار نے پوری قوم کا سر فخر سے بلند کیا ہے مگر یہ فخر سے بلند سر جب اپنے خالق و مالک رب کریم کے سامنے جھکتا ہے تو اس کی بلندی میں حقیقی اضافہ ہوجاتا ہے۔اسی لیے ہمارے ملی شاعر نے ہمیں خبردار کیا تھا کہ ''تو جھکا جب غیر کے آگے، نہ من تیرا نہ تن''۔صرف ایک اللہ کے سامنے سربسجود ہونے کی ضرورت ہے۔اس ایک سجدے سے انسان کے اندر سے ہر خوف نکل جاتا ہے سوائے اللہ کے خوف کے۔''وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے، ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات''۔

بھائی چارہ اور اُخوتِ اسلامی

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہٗ

قرآن کریم نے ایمان والوں کو بھائی سے تعبیر فرمایا ہے، ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (الحجرات:10)

ترجمہ ''مسلمان آپس میں ایک دُوسرے کے بھائی ہیں۔''

نبی اکرم ﷺ نے اخوتِ اسلامیہ اور اُس کے حقوق کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اُس پر خود ظلم کرتا ہے اور نہ اُسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اُسے حقیر جانتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے قلب مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار یہ الفاظ فرمائے: تقویٰ کی جگہ یہ ہے۔ کسی شخص کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ہر مسلمان پر دُوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔''

(صحیح مسلم، ج:2، ص:317)

گویا کہ اُخوت و محبت کی بنیاد ایمان اور اسلام ہے، یعنی سب کا ایک رب، ایک رسول، ایک کتاب، ایک قبلہ اور ایک دین ہے جو کہ دینِ اسلام ہے۔

نبی ﷺ نے اسی ایمان و تقویٰ کو فضیلت کی بنیاد بھی قرار دیا ہے اور یہ بتلا دیا کہ انسان رنگ و نسل اور قوم و قبیلہ کے اعتبار سے نہیں، بلکہ ایمان اور تقویٰ جیسی اعلیٰ صفات سے دوسروں پر فوقیت حاصل کرتا ہے اور قوم و قبیلے صرف تعارف اور جان پہچان کے لیے ہیں، ارشادِ خداوندی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (الحجرات:13)

''اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں مختلف شاخیں اور مختلف قبیلے بنایا، تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، اُس کے نزدیک تو تم میں سب سے بڑا عزت والا وہ ہے جو تم سب میں بڑا پرہیزگار ہے، بے شک اللہ سب کو جانتا ہے اور سب کے حال سے باخبر ہے۔''

مندرجہ بالا آیات و احادیث سے واضح ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے اُخوت کی بنیاد اسلام اور ایمان کو قرار دیا، کیوں کہ ایمان کی بنیاد مضبوط اور دائمی ہے، لہٰذا اس بنیاد پر قائم ہونے والی اُخوت کی عمارت بھی مضبوط اور دائمی ہوگی۔

اسلام ایک عالمی دین ہے اور اُس کے ماننے والے عرب ہوں یا عجم، گورے ہوں یا کالے، کسی قوم یا قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں، مختلف زبانیں بولنے والے ہوں، سب بھائی بھائی ہیں اور اُن کی اس اُخوت کی بنیاد ہی ایمانی رشتہ ہے اور اس کے بالمقابل دُوسری جتنی اُخوت کی بنیادیں ہیں، سب کمزور ہیں اور اُن کا دائرہ نہایت محدود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی اور سنہری دور میں جب بھی ان بنیادوں کا آپس میں تقابل و تصادم ہوا تو اُخوتِ اسلامیہ کی بنیاد ہمیشہ غالب رہی۔

آج بھی مشرق و مغرب اور دُنیا کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے مسلمان جب موسم حج میں سرزمین مقدس حرمین شریفین میں جمع ہوتے ہیں تو ایک دُوسرے سے اس گرم جوشی سے ملتے ہیں جیسے برسوں سے ایک دُوسرے کو جانتے ہوں، بلکہ بعضوں کو اس مسرت سے روتے ہوئے دیکھا جاتا ہے کہ حیرانی ہوتی ہے، حالانکہ اُن کی زبانیں، اُن کے رنگ اور اُن کی عادات مختلف ہوتی ہیں، لیکن اس سب کے باوجود جو چیز اُن کے دلوں کو مضبوطی سے جوڑے ہوئے ہے، وہ ایمان اور اسلام کی مضبوط رسی ہے۔

اُمت میں اُخوتِ اسلامی پیدا کرنے کے لیے محبت، اخلاص، وحدت اور خیر خواہی جیسی صفات لازمی ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑی نعمت شمار ہوتی ہیں۔ قرآن کریم نے اس صفت کو بطورِ نعمت ذکر فرمایا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

''اور اس کے اس احسان کو یاد کرو جو اُس نے تم پر کیا ہے جب کہ تم آپس میں ایک دُوسرے کے سخت دُشمن تھے، پھر اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی، تم اُس کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی ہوگئے۔'' (آلِ عمران:103)

نبی کریم ﷺ نے ایمان والوں کے آپس کے تعلقات اور اُخوت و محبت کو ایک جسم کے مختلف اعضاء سے تشبیہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''ایمان والوں کی آپس کی محبت، رحم دلی اور شفقت کی مثال ایک انسانی جسم جیسی ہے کہ اگر جسم کا کوئی حصہ تکلیف میں مبتلا ہوجاتا ہے تو (وہ تکلیف صرف اُسی حصہ میں منحصر نہیں رہتی، بلکہ اُس سے) پورا جسم متاثر ہوتا ہے، پورا جسم جاگتا ہے اور بخار و بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''

(صحیح البخاری، ج:2، ص:888)

مسلمان دُنیا کے کسی خطہ زمین میں آباد ہوں وہ اُمتِ اسلامیہ کا ایک جزو ہیں۔ اگر وہ آرام و سکون کی زندگی بسر کر رہے ہیں تو پوری اُمت پُرسکون ہوگی اور اگر وہ کسی مصیبت یا ظلم کا شکار ہیں تو اُن کی تکلیف سے پوری اُمت بے چین اور تکلیف میں ہوگی اور اس صورت میں لازماً وہ اس کے ازالہ کی فکر کرے گی اور اُس کے لیے ہر ممکن وسائل اختیار کرے گی۔''

اُمت کا اتحاد اور اُخوت کا یہ رشتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت عزیز ہے، اسی لیے قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ میں جا بجا اُس پر بہت زور دیا گیا ہے اور اختلافات اور تفریق سے روکا گیا ہے۔ اسلام نے اس اُخوت کو قائم رکھنے اور اسے مضبوط سے مضبوط تر بنانے کا حکم دیا ہے اور ایسے تمام اسباب اور تصرفات سے روکا ہے جو اُسے نقصان پہنچا سکتے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (آلِ عمران:103) ترجمہ: ''اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی کو سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو۔''

اُمت کے اتحاد اور اُخوت کے رشتہ کو مضبوط رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ کی رسی یعنی قرآن مجید اور اُس کی تعلیمات کو مضبوطی سے پکڑیں۔ وہ تعلیمات جنہیں نبی کریم ﷺ نے اپنے قول و عمل سے اُمت کے سامنے پیش فرمایا ہے، اُس پر ایمان لائیں اور اُس کی ہدایات پر چلیں اور نبی کریم ﷺ کی سنت اور سلف صالحین کے راستہ پر چلیں، یہی کامیابی کا راستہ ہے اور اسی سے اُمت میں اتحاد اور اُخوت کا رشتہ مضبوط ہوگا۔

یہ رسی ٹوٹ تو نہیں سکتی، ہاں! چھوٹ سکتی ہے، اگر سب مل کر اس کو پوری قوت سے پکڑے رہیں گے تو کوئی

شیطان شرانگیزی میں کامیاب نہ ہو سکے گا اور انفرادی زندگی کی طرح مسلم قوم کی اجتماعی قوت بھی غیر متزلزل اور ناقابلِ اختلاف ہو جائے گی۔ قرآن کریم سے تمسک کرنا ہی وہ چیز ہے جس سے بکھری ہوئی قوتیں جمع ہوتی ہیں اور ایک مردہ قوم نئی زندگی حاصل کرتی ہے۔

اُمتِ اسلامیہ کا اتحاد اور اُخوت یہ وہ عظیم قوت ہے جس سے اعداء اسلام ہمیشہ خائف رہتے ہیں اور اس قوت کو کمزور کرنے کے لیے سازشیں کرتے ہیں۔ گویا اُخوتِ اسلامی کا تقاضا یہ ہے کہ ایک مسلمان دُوسرے مسلمان بھائی کے غم، دُکھ اور خوشی میں برابر کا شریک ہو، چاہے وہ مسلمان مشرق کا رہنے والا ہو یا مغرب کا۔

اُخوتِ اسلامی کا تقاضا یہ ہے کہ ایک مسلمان دُوسرے مسلمان بھائی کا خیرخواہ ہو، جو بھلائی وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے، وہی اپنے بھائی کے لیے بھی پسند کرے اور جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے، وہ اپنے بھائی کے لیے بھی ناپسند کرے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لا یومن احدکم حتی یحب لاخیه مایحب لنفسه)) (صحیح البخاری، ج:1،ص:6،حدیث:13)

''تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

ایک دوسری روایت میں تو آپ ﷺ نے مسلمان بھائی کی ایذاء رسانی کو ایمان کے منافی قرار دیا ہے، آپ ﷺ نے تین بار قسم کھا کر فرمایا: ''بخدا وہ شخص مومن نہیں جس کے شر سے اُس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔''

اُخوتِ اسلامی کو مضبوط کرنے کے لیے ایک اہم وسیلہ آپس میں محبت کے ساتھ ملنا ملانا اور ایک دُوسرے کو دُعاء و سلام دینا بھی ہے، جس سے دل صاف ہوتے ہیں اور محبت بڑھ کر اُخوتِ اسلامی میں قوت کا ذریعہ بنتی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

''تم ہرگز جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ ایمان نہ لے آو۔ اور اُس وقت تک تم ایمان والے نہیں بن سکتے، جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاوں کہ اگر تم اُسے بجا لاو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ (پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:) آپس میں کثرت سے سلام پھیلاو۔'' (صحیح مسلم، ج:1،ص:54)

بہرحال قرآن کریم نے مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیا ہے اور اس اُخوت اور محبت کو اللہ کی نعمت قرار دیا ہے اور اس محبت اور اتحاد پر اُن کی قوت اور طاقت کا مدار ہے۔ اس اُخوت کو قائم رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور اُن تمام صفات کو اپنانا جن سے یہ اُخوت کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے، جیسے خیر خواہی، محبت، اخلاص، ایثار، ملنا ملانا، صلح جوئی اور ایک دُوسرے کو سلام اور دُعا پیش کرنا وغیرہ۔

لہٰذا اُمت کے زُعماء اور قائدین چاہے وہ سیاسی ہوں یا دینی، اُن کا فرض ہے کہ اُمت کے اس اتحاد اور اُخوت کو مضبوط کریں اور اُس کے اسباب کو ترقی دیں اور اختلاف وانتشار سے اُمت کو دور رکھیں اور اُن اسباب کا ازالہ کریں، جن سے اُمت کے قلوب میں بُعد اور نفرت اور اُس کی صفوں میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔

اسی طرح اُمت کے قائدین کا یہ بھی فرض ہے کہ اُمت کے اس اتحاد اور اخوت میں کوئی رسم و رواج رُکاوٹ بن رہے ہوں تو ایسے رُسوم و رواج پر پابندی لگائیں، چاہے اُسے کتنا ہی مذہبی اور تقدس کا رنگ دے دیا گیا ہو، اس لیے کہ ان رُسوم ورواج کے بالمقابل اُمت کی وحدت اور اُخوت ہم سب کو زیادہ عزیز ہونی چاہیے۔ نیز ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اندر صفتِ ایمان پیدا کرے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے شر سے مسلمان محفوظ ہوں اور اصلی مہاجر وہ ہے جس نے برائیوں کو چھوڑ دیا ہو۔'' (صحیح البخاری، ج:1،ص:6)

دوسری روایت میں فرمایا: اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا، جس کا پڑوسی اُس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔

اُخوتِ اسلامی کو نقصان پہنچانے والی چیزوں میں ایک دوسرے کو حقیر جاننا اور اس کا مذاق اُڑانا بھی ہے، اس لیے قرآن کریم نے اس سے بھی ایمان والوں کو روکا ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

''اے ایمان والو! نہ تو مردوں کی کوئی جماعت دُوسرے مردوں کی کسی جماعت کا مذاق اُڑائے، کیا عجب ہے کہ جو لوگ مذاق اُڑا رہے ہیں اُن سے وہ لوگ بہتر ہوں جن کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے۔ اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے، یہ ممکن ہے کہ جو عورتیں ہنسی اُڑانے والی ہیں، اُن سے وہ عورتیں بہتر ہوں جن کی ہنسی اُڑائی جا رہی ہے اور نہ آپس میں ایک دُوسرے کو طعنہ دیا کرو اور نہ ایک دُوسرے کو بُرے لقب سے پکارا کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق کا نام بہت برا ہے اور جو توبہ نہ کریں گے تو وہی لوگ ظلم کرنے والے ہوں گے۔'' (الحجرات:11)

اگر دو مسلمان بھائیوں یا دو مسلمان جماعتوں میں اختلاف اور جھگڑے کی صورت پیدا ہو جائے تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان دونوں میں صلح کرانے کی کوشش کریں۔ ارشادِ خداوندی ہے:

''ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں، تم اپنے بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔'' (الحجرات:10)

یعنی صلح اور جنگ کی ہر حالت میں یہ ملحوظ رہے کہ دو بھائیوں کی آپس کی لڑائی ختم ہو کر مصالحت میں بدل جائے، دُشمنوں اور کافروں کی طرح برتاو نہ کیا جائے۔ جب دو بھائی آپس میں لڑ پڑیں تو یوں ہی اُن کو اُن کے حال پر نہ چھوڑا جائے، بلکہ اصلاح ذات البین کی پوری کوشش کی جائے اور ایسی کوشش کرتے وقت خدا سے ڈرتے رہو کہ کسی کی بے جا طرف داری یا انتقامی جذبہ سے کام لینے کی نوبت نہ آ جائے۔ اللہ تعالیٰ اُمتِ اسلامیہ کو بھائی بھائی بننے اور اس اُخوت کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ حیدر آباد، ٹنڈو آدم ٹی کے ملتزم رفیق جناب عبداللہ جان روڈ ایکسیڈنٹ کی وجہ سے شدید زخمی ہیں۔ موصوف کے دماغ پر بھی چوٹ آئی ہے اور ٹانگ کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی ہے۔

برائے عیادت: 0333-2882855

☆ حلقہ حیدر آباد، ٹنڈو آدم ٹی کے مبتدی رفیق محمد اسلم قریشی کی اہلیہ کے گردے کا آپریشن ہے۔

برائے عیادت: 0300-3353994

☆ قرآن اکیڈمی لاہور شعبہ سمع وبصر کے کارکن شمیم خان بیمار ہے۔

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی پر حملے کی مذمت

عالم اسلام کی ممتاز علمی و روحانی شخصیت مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع ؒ کے فرزند ارجمند مولانا مفتی تقی عثمانی حفظہ اللہ 22 مارچ کو کراچی میں جمعہ پڑھانے کے لیے روانہ ہوئے تو تین موٹر سائیکلوں پر سوار مسلح افراد نے ان کی گاڑی پر فائرنگ کی۔ جس سے ان کا محافظ اور ڈرائیور جاں بحق ہو گئے جبکہ آپ اس سانحہ میں اللہ کے فضل و کرم سے محفوظ رہے۔ مولانا پر سفاکانہ قاتلانہ حملے نے پورے عالم اسلام کو دہلا کر رکھ دیا ہے۔ حضرت کا شمار عالم اسلام کی ان چند گنی چنی علمی، روحانی، مذہبی اور محقق شخصیات میں ہوتا ہے جن کے علم وعمل، کردار و مقام، محاسن و اخلاق، اعتدال و حکمت، فقاہت و زہد اور نسبی و خاندانی وجاہت و شرافت کے اپنے پرائے معترف اور قدردان ہیں۔ ایسی عظیم شخصیت پر دن دھاڑے جان لیوا حملہ غیر معمولی اور منظم منصوبے کا شاخسانہ ہے۔ مفتی صاحب دارالعلوم کراچی کے موجودہ نائب صدر اور شیخ الحدیث، سابق چیئرمین شریعہ بورڈ آف سٹیٹ بینک، چیئرمین انٹرنیشنل شریعت سٹینڈرڈ کونسل بحرین، وائس چیئرمین انٹرنیشنل اسلامی فقہ کونسل جدہ، سعودی عرب، ممبر اسلامی فقہ اکیڈمی آف رابطہ عالم اسلامی مکہ سعودی عرب، چیئرمین شریعہ بورڈ ابوظہبی یونائیٹڈ عرب امارات، چیئرمین شریعہ بورڈ پاک کویت تکافل اور پاک قطر تکافل، ممبر شریعہ بورڈ گائیڈنس، فائنینشل گروپ امریکہ، جج فیڈرل شریعت کورٹ اپلیٹ بنچ سپریم کورٹ آف پاکستان، ممبر بورڈ آف گورنر انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد، چیئرمین شریعہ بورڈ ابوظہبی اسلامی بینک، یونائیٹڈ عرب امارات رہے ہیں۔

ہمارے پاس اس حملے کی مذمت کے الفاظ نہیں ہیں۔ جید علماء کرام ملک وملت کا سرمایہ ہیں یوں تو ہر شہری کی حفاظت حکومت کا فرض ہے جو اس ذمہ داری میں غفلت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

پاکستان میں یہ نیا واقعہ نہیں ہے کراچی میں گزشتہ بیس پچیس برس کے دوران معروف علماء کرام، مشائخ عظام، طلبہ مدارس دینیہ اور دینی جماعتوں سے وابستہ کارکنان کو سفاکانہ اور بہیمانہ انداز میں قتل کیا گیا اور ملک وقوم کو علوم نبویہ کے وارثین وحاملین سے محروم کرنے کی کوشش کی گئیں۔

اللہ جل شانہ کے فضل و کرم اور بے پایاں رحمت کے طفیل حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب محفوظ و مامون رہے۔

ہم مفتی صاحب کی سلامتی و عافیت پر بارگاہِ خداوندی میں شکر گزار اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ صحت و عافیت کے ساتھ ان کو عمر دراز عطا کرے اور ہر قسم کے ناگہانی حوادث سے مفتی صاحب اور تمام علماء کی حفاظت فرمائے۔

اس حادثے میں زخمی ہونے والے تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا کرے اور شہید ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ اعلیٰ درجات نصیب کرے۔

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد ؒ

كُلّيةُ القُرآن (قرآن کالج) لاہور

وفاق المدارس سے الحاق شدہ

191۔ اتاترک بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور

’’تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو خود قرآن سیکھتے ہیں اور دوسروں کو قرآن سکھاتے ہیں۔‘‘ (حدیث نبوی ﷺ)

درس نظامی (آٹھ سالہ کورس) کے پہلے سال میں

داخلے شروع

خصوصیات

☆ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے کی ریگولر کلاسز
☆ ذہین اور مستحق طلبہ کے لیے کلی یا جزوی کفالت کی سہولت
☆ وفاق المدارس العربیہ اور لاہور بورڈ / پنجاب یونیورسٹی کا نصاب
☆ کلاس میں نمایاں پوزیشن لینے والے طلبہ کے لیے وظائف
☆ تقریر اور تحریر کی مہارت کے لیے نامور اساتذہ کی راہنمائی

شیڈول برائے داخلہ

☆ داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ ❸ اپریل 2019ء
☆ انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ ❸ اپریل 2019ء
☆ کلاس کا آغاز ❹ اپریل 2019ء

^‰ çÒÄÎ çj Ú

☆ ایف اے (آئی کام۔ جنرل سائنس گروپ)
مع
☆ دوسالہ دراسات دینیہ
داخلے کا اعلان بعد میں کیا جائے گا

اہلیت برائے داخلہ

☆ آٹھویں جماعت پاس طلبہ درجہ اولیٰ / میٹرک کے لیے داخلہ فارم جمع کرواسکتے ہیں۔
☆ میٹرک کے امتحانات سے فارغ طلبہ بھی درجہ اولیٰ اور FA میں داخلے کے اہل ہیں۔
☆ عمر 14 تا 16 سال برائے میٹرک (حفاظ کے لیے عمر میں دو سال کی رعایت)
☆ عمر 15 تا 18 سال برائے FA (حفاظ کے لیے عمر میں دو سال کی رعایت)
☆ صرف پاکستانی شہری

برائے معلومات
دفتری اوقات کے دوران 042-35833637
دفتری اوقات کے بعد 0301-4882395

المعلن
حافظ عاطف وحید، مہتمم

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ — دعائے مغفرت

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے بزرگ ملتزم رفیق محترم رانا محمد علی وفات پا گئے۔
☆ حلقہ پنجاب جنوبی، ممتاز آباد کے مبتدی رفیق محمد یعقوب وفات پا گئے۔
☆ حلقہ حیدر آباد، لطیف آباد کے نقیب سعد عبداللہ کے چچا وفات پا گئے۔
☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے معتمد محمد علی کی خوشدامن وفات پا گئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِىْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

The ICC and NGOs: Modern Day Manifestations of "The White Man's Burden"

The International Criminal Court (ICC) is not international nor a legitimate court, but is most certainly criminal.

It is an institutionalized tool – one of many – used by Western corporate-financier interests to coerce and control nations across the developing world.

In a recent charade aimed to boost its otherwise nonexistent credibility, the ICC has claimed it seeks to investigate the United States for war crimes regarding Afghanistan. It also claims it is investigating the United Kingdom regarding Iraq.

However, the ICC has – since its first case in 2003 – been used primarily against targets of Western interests – with a particular emphasis on Middle East, South Asia, Africa and Eastern Europe. Not a single Western government or individual has been prosecuted by the ICC despite having committed the worst war crimes of the 21st century.

On paper, the International Criminal Court seems like a good idea. This is probably why many nations signed and ratified the statute giving it its supposed mandate. However, as with many good ideas in theory, in practice the ICC falls tragically short.

Unsurprisingly, the ICC's shortcomings stem from its little-discussed but very lopsided funding and the obvious resulting conflicts of interest.

An African Business article titled, "Who Pays For the ICC?" would explain it best, noting (emphasis added):

> The maximum amount a single country can pay in any year is limited to 22% of the Court's budget. The ICC spent 80.5 million euros in 2007. The Assembly of States Parties approved a budget of 90.38 million euros for 2008 and 101.23 million euros for 2009. By April 2009, the ICC employed 743 people.
>
> There are two points of immediate concern regarding the ICC budget. The first that while the Court theoretically sets a cap on funding at 22% of its budget from any one country, considerably more than 50% of its 2009 budget funding came from EU member countries. Thus, the contributions to the ICC's 2009 budget clearly illustrated the continuing European hold on the Court's funding.

The article would also explain (emphasis added):

> The EU, through its member states, paid 60% of the 2009 budget of €94.17m. If one includes – as the EU does in its statements regarding the ICC – those other European states which it says are candidate or potential candidate members of the EU and those other European nations that associate themselves with the EU position, the European contribution comes to a cool 63%. The EU, therefore, clearly, and probably unconstitutionally, financially dominates the ICC.

A look at the ICC's finances in the form of a chart further highlights the disparity in

funding and reveals the ICC not as an "international" court, but a political tool of Western Europe and in particular – the European Union. When three of the "Five Eyes" nations are included and considering Japan's geopolitical subordination to Washington – the disparity is even more obvious.

If these nations collectively wage war and commit war crimes together, why would they not also abuse the ICC's mandate to redirect the court's efforts away from them, and toward yet other targets of their own self-serving interests?

Similarly, while the US claims it opposes the ICC, having never ratified the statute putting the court into effect – it uses the ICC nonetheless. It does so in concert with the EU and through fronts – specifically through nongovernmental organizations (NGOs) funded by the US government via the National Endowment for Democracy (NED) and partner corporate foundations like George Soros' Open Society Foundation (OSF).

The lack of any 'action' or 'verdict' by the ICC on issues such as atrocities committed by Israel on Palestinians and India on Kashmiris are just two of the hundreds of examples of the 'bias' shown by the ICC in cases which involve rich and powerful nations (or poor and oppressed peoples). Although Israel is not a party to the Rome Statute, and as such, it has no legal obligations arising from the implementation of the statute, and hence does not fall under the purview of the ICC, yet there has to be some alternative international forum that ought to take Israel to task for its oppression and crimes.

<u>Source</u>: *Adapted from an article by Tony Cartalucci*

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

’’مسجد بنت کعبہ N-866 سمن آباد پونچھ روڈ لاہور‘‘ میں
14 تا 20 اپریل 2019ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:- ☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور
زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-8496640 / 042-37520902

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 79-35473375(042)

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

’’مسجد جامع القرآن کمپلیکس پیہونٹ نز دنیلور اسلام آباد‘‘ میں
14 تا 20 اپریل 2019ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں: -☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

امراء ونقباء تربیتی ومشاورتی اجتماع

19 تا 21 اپریل 2019ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور
امراء ونقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 051-2340147 , 0334-5309613

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 79-35473375(042)

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.14

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore